بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ

انوارِ مدینہ

شمارہ : ۵	جمادی الاول ۱۴۲۹ھ / مئی ۲۰۰۸ء	جلد : ۱۶

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مدیر	مدیر اعلیٰ

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے ... سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات...سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ.................... سالانہ ۲۰ ڈالر

امریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ''انوارِ مدینہ'' جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ MCB (0954) 7914-2

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : 092 - 42 - 5330311

خانقاہ حامدیہ : 092 - 42 - 5330310

فون/فیکس : 092 - 42 - 7703662

رہائش ''بیت الحمد'' : 092 - 42 - 7726702

موبائل : 092 - 333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
ملفوظات شیخ الاسلامؒ	حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکویؒ	۱۰
حمد باری تعالیٰ	جناب خورشید عالم صاحب خورشیدؔ	۱۱
حضرت عائشہؓ کی عمر اور حکیم نیاز احمد کا مغالطہ	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۲
عورتوں کے رُوحانی امراض	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ	۱۸
حضرت زینبؓ کے مناقب	حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحبؒ	۲۰
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۲۳
اِس دَور کی اہم ضرورت	حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب	۲۵
اللہ ہی خالق ہے اور وہی راہ دِکھانے والا ہے	حضرت مولانا طارق جمیل صاحب	۳۴
آہ! صوفی صاحب بھی اللہ کو پیارے ہوگئے	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۴۱
مگر تنقید آقا پر گوارہ کر نہیں سکتا	جناب آثرؔ جونپوری	۴۴
ناموس رسالت ﷺ کا تحفظ........	جناب قاضی عمران احمد صاحب	۴۵
دینی مسائل		۵۳
یہودی خباثتیں	جناب عبداللہ الثل صاحب	۵۶
عالمی خبریں		۶۰
وفیات		۶۲
اخبار الجامعہ		۶۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم امابعد !

۱۹؍اپریل کے قومی روزنامہ میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ :

بنگلہ دیش میں چاول اور گندم کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کے پیشِ نظر وہاں کی فوج کو آلو کھانے کا حکم دیا گیا ہے۔ بنگلہ دیش کی پانچ لاکھ سے زائد فوج کو یہ حکم فوج کے آرمی چیف جنرل معین الدین احمد اور عبوری حکومت نے جاری کیا ہے۔ حکم نامہ میں کہا گیا ہے کہ دُنیا کی طرح بنگلہ دیش میں بھی چاول اور گندم کی قیمتیں زیادہ ہوگئیں لہٰذا فوج اپنی خوراک تبدیل کرے اور آلو کھائے کیونکہ نہ صرف سستا ہے بلکہ آسانی سے دستیاب بھی ہوجاتا ہے۔

بنگلہ دیش کی حکومت کا یہ فیصلہ نہ صرف قابلِ تحسین بلکہ قابلِ تقلید بھی ہے۔ بنگلہ دیش جو کہ اقتصادی اور معاشی اعتبار سے پاکستان کے مقابلے میں نسبتاً بہتر ہے مگر اِس کے باوجود حالات کی سنگینی کا اِدراک کرتے ہوئے وہاں کی قیادت نے بہت ہی بروقت بالکل دُرست فیصلہ کیا۔

ویسے بھی فوج پر قوم کے سرمایہ کا بڑا حصّہ اِسی لیے خرچ کیا جاتا ہے تاکہ ایک سخت جان اور منظّم عسکری طاقت تیار کی جائے جو آڑے وقت میں قوم وملک کے نہ صرف کام آئے بلکہ قربانی بھی پیش کرسکے اِسی لیے فوجی اَفسران اور جوانوں کو چاہیے کہ وہ اَزخود آڑے وقت میں اپنے آپ کو ملک کے عوام الناس کو پیش آنے والی مشکلات میں عملاً شامل رکھیں۔

پاکستانی قیادت اور فوجی سربراہان کو چاہیے کہ وہ برادرِ اسلامی ملک کی تقلید کرتے ہوئے ملک میں پیش آمدہ گرانی کے طوفان میں گھری ہوئی نصف سے زائد غربت کی ماری قوم کی مصیبت میں اپنے کو شریک کرتے ہوئے آلو یا اِسی جیسی کسی سستی جنس کو بطورِ غذا کے اِستعمال کریں اور اُس کے ساتھ ساتھ فوجی افسران کی غیر معمولی مراعات کو کم سے کم کر کے پُر تعیش طرزِ زندگی پر مکمل پابندی لگا کر خزانہ پر غیر معمولی بوجھ کو ہلکا کریں تاکہ اِس بچت سے بھوکوں کا پیٹ پالا جاسکے اور بھوک و اِفلاس سے تنگ بے چاروں کے لیے اُمید کی فضاء پیدا ہو کر خودکشیوں کے رُجحان میں بھی کمی کا سامان ہو۔

نبی علیہ السلام سے بعض مواقع پر صحابہ کرامؓ نے بھوک کی شکایت کی اور بھوک کی شدت سے پیٹ پر بندھا پتھر کپڑا اُٹھا کر دکھایا تو نبی علیہ السلام نے بھی اپنے پیٹ پر سے کپڑا اُٹھایا، صحابہ کرامؓ نے دیکھا کہ آپ ان سے بھی زیادہ بھوک کی تکلیف میں مبتلا ہیں اور بھوک کی شدت کم کرنے کے لیے ایک کے بجائے دو پتھر پیٹ پر باندھ رکھے ہیں۔(مشکوۃ شریف ص ۴۴۸)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک دفعہ جہاد کے موقع پر راشن کم ہوگیا تو امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ بن جراحؓ نے راشن بندی کردی اور ایک آدمی کو دِن رات میں صرف ایک کھجور دی جاتی رہی۔حضرت جابرؓ سے کسی نے سوال کیا کہ پورے دن میں ایک کھجور سے کیا بنتا ہوگا، اُنہوں نے فرمایا کہ جب ایک کھجور بھی ملنا بند ہوگئی تو پھر ہمیں اُس ایک کھجور کی بھی قدر ہونے لگی۔(بخاری شریف ص ۳۴۷)

ہم اِنہی نبی کے اُمتی کہلانے والے ہیں لہٰذا ہمارے حکمرانوں اور فوج کے جرنیلوں کو چاہیے کہ اِس نازک موقع پر نبی علیہ السلام کے اُسوۂ حسنہ کو اِختیار کرتے ہوئے دُکھی قوم کے دُکھ میں اپنے کو عملاً شامل کریں پھر اُس کی برکات بھی ظاہر ہوں گی اور اللہ تعالیٰ کی مدد شامل حال ہوجائے گی جس کے نتیجہ میں تنگی دُور ہوگی اور فتوحات کے دروازے کھلیں گے، اِنشاء اللہ۔

اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

مولای صل وسلم دائما ابدا — درسِ حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرومرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تاقیامت جاری ومقبول فرمائے۔(آمین)

اہلِ بدر و حدیبیہ کی عظمت ۔ کفارِ مکہ نے مہاجرین کی جائدادیں ضبط کر لی تھیں

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا خط اور اُس کی وجہ

نبی علیہ السلام نے مکہ پر حملہ کا اِرادہ ترک فرما دیا تھا

﴿ تخریج وتزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 55 سائیڈ B 1986 - 01 - 31)

الحمد للّٰہ رب العالمین و الصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ واصحابہٖ اجمعین امابعد !

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص تھے وہ حاطب ابن ابی بلتعہ کے غلام تھے۔ حاطب بن ابی بلتعہ ایک صحابی ہیں، اِنہوں نے ہجرت تو کی تھی پھر یہ دیکھا کہ آپس میں کچھ مسلمانوں نے اور مکہ مکرمہ کے کچھ کافروں نے معاہدے کر رکھے ہیں کہ ہماری جو جائداد مدینے میں ہے اُس کی نگرانی آپ کرتے رہیں اور آپ کی جو جائداد مکہ مکرمہ میں ہے اُس کی ہم کرتے رہیں، ممکن ہے آمدنی کا بھی تبادلہ ہو گیا ہو کہ فلاں فلاں جگہ کی فلاں فلاں آمدنی آپ لے لیں مدینہ شریف میں وصول کر لیں اور آپ کی جو جائداد مکہ مکرمہ میں ہے اُس کی ہم وصول کر لیں گے، تو اِس طرح کی مثالیں تھیں بہت کم۔

کفارِ قریش نے مہاجرین کی جائدادیں ضبط کر لی تھیں :

کیونکہ جائدادیں جو بیشتر تھیں وہ تو اُنہوں نے ضبط کر لی تھیں یہ سردار قسم کے جو چند افراد تھے اُن کی

جن لوگوں سے دوستیاں تھیں اُن کا ایسا ملتا ہے باقی اَور کسی کا ایسا نہیں ملتا سب کی جائدادیں ضبط ہوگئیں اِکّا دُکّا کوئی رہ گیا تو رہ گیا یوں سمجھ لیجیے۔ اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاَمْوَالِھِمْ گھروں سے نکالے گئے اور اپنے اَموال سے جائدادوں سے نکالے گئے اور اُن کا گناہ کیا تھا اِلَّا اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ بس یہی تھا اُن کا گناہ اور بِغَیْرِ حَقٍّ نکالے گئے کوئی وجہ اُس کی ایسی نہیں ہے کہ جسے وہ کہیں یا سمجھا جائے کہ وہ اُن کا حق بنتا ہے یا وہ حق ہے باطل نہیں ہے ایسی کوئی چیز نہیں تھی اور اِسی پر پھر مسلمانوں کو اِجازت مل گئی تھی کہ جہاد کر سکتے ہو اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ o اَلَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ بِغَیْرِ حَقٍّ اِلَّا اَنْ یَّقُوْلُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ .

بس عبدالرحمٰن ابنِ عوف رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے بڑی صراحت کے ساتھ کہ اُنہوں نے اُمیّہ ابنِ خلف سے بات کر رکھی تھی اور اُمیّہ ابنِ خلف جو تھا وہ بھی مکہ مکرمہ کے بڑے لوگوں میں گویا تھا، اُس کو ابوجہل جبرًا الایا ہے گھسیٹ گھساٹ کر کسی نہ کسی طرح بدر کے موقع پر۔

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کا اہلِ مکہ کو خط اور اُس کی وجہ :

تو بہرحال ایسے حضرات جو تھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں کہ جن کے کچھ گھر والے وہاں رہ گئے کچھ یہاں ہیں اَب اُنہیں فکر رہتی تھی کہ ہم تو یہاں ہیں وہاں والوں کا پتہ نہیں کیا حال ہوگا ؟ تو اَب حضرت حاطب ابنِ ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سمجھ میں یہ آیا کہ میں بھی ایسے ہی کسی سے بات کر کے دیکھتا ہوں اور اِنہوں نے یہ کیا کہ وہاں کے کسی بڑے آدمی کے نام خط لکھ دیا کہ یہ اُسے دے آؤ مکہ مکرمہ میں جاکے۔ اُس میں کوئی بات ایسی نہیں تھی کہ جس سے نقصان پہنچتا ہو بس کچھ باتیں تھیں اِس طرح کی گول مول سی کہ رسول اللہ ﷺ بہت مضبوط ہوگئے ہیں اور تم پر حملہ کریں گے اور میں تمہیں بتائے دیتا ہوں وغیرہ یوں ہی۔ تو وہ پرچہ ایک عورت کو دیا لیکن بہرحال یہ ایک راز تھا یہ صحیح بات ہے اور اِس میں ایک نقصان بھی تھا وہ یہ کہ وہ تیاری زیادہ کر لیتے۔

آپ نے مکہ پر حملہ کا اِرادہ ترک کر دیا تھا :

اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ کا تو کوئی ایسا اِرادہ مکہ مکرمہ پر حملے کا نہیں تھا رُک گئے تھے آپ اُس اِرادے سے کیونکہ حدیبیہ کے موقع پر جب آپ وہاں پہنچے ہیں تو اُونٹنی ایک جگہ اَڑ گئی تو لوگوں نے حَلْ حَلْ کہا اُسے، اُٹھو، اُٹھ چل۔ ایسے وہاں اُن کی زبان میں جو لفظ ہوتے ہوں گے وہ استعمال کیے اور پھر کسی نے کہا

خَلَاتِ الْقَصْوَآءُ یہ اُونٹنی جو ہے یہ اَڑ گئی ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات نہیں ہے یہ اَڑی نہیں ہے بلکہ حَبَسَهَا حَابِسُ الْفِيْلِ [1] جس نے اُن کو روک لیا تھا جو ہاتھیوں کا لشکر لے کر آئے تھے اُس نے اِس کو بھی روک لیا تو اَب میں نیت اپنی بدلتا ہوں پہلے نیت میری یہ تھی حدیبیہ کے موقع پر ۶ ھ میں کہ ہم مکہ مکرمہ پر حملہ بھی کریں گے لڑیں گے بھی لیکن پھر آپ نے نیت بدل لی اور فرمایا لڑیں گے نہیں بلکہ صلح کر لیں گے اور جو بات بھی وہ ایسی کہیں گے کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی محترم چیزوں کی توہین نہ ہوتی ہو وہ میں مان لوں گا یہ رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا اور جب یہ فرما دیا صحابہ کرامؓ سے کہ میں اپنی نیت لڑنے کے بجائے نہ لڑنے کی کر رہا ہوں تو پھر جو اُونٹنی کو اُٹھایا تو وہ اُٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اُونٹنی اَڑی نہیں ہے اور یہ اُس کی عادت بھی نہیں ہے کہ وہ ایسے اَڑے مَاخَلَاتِ الْقَصْوَآءُ وَمَاذَاكَ لَهَا بِخُلُقٍ. تو رسول اللہ ﷺ کا سچ مچ اِرادہ نہیں تھا کہ مکہ مکرمہ پر حملہ کریں لیکن فوجی تیاریاں تو جاری ہی تھیں اِس طرف نہیں دس طرف اَور۔ لڑائیاں جہاد برابر جاری تھے۔

تو اِنہوں نے جو لکھا تو اُس میں ایک ایسی ہی بات تھی خیالی سی لیکن نقصان ہو سکتا تھا اُس سے بھی کہ وہ زیادہ تیاری میں لگ جاتے اُدھر توجہ زیادہ ہو جاتی اور وہ بلاوجہ ہوتی جبکہ رسول اللہ ﷺ کی یہ نیت رہی نہیں تھی کہ مکہ مکرمہ پر مسلح حملہ آور ہوں کبھی، بدل ہی لی تھی نیت سوائے اِس صورت کے کہ جو معاہدے کی خلاف ورزی وہ کریں تو اَلگ بات ہے، نہ کریں معاہدے کی خلاف ورزی تو پھر حملے کا کوئی سوال ہی نہیں۔

خط کی اطلاع بذریعۂ وحی :

رسول اللہ ﷺ کو بذریعۂ وحی اطلاع ملی کہ اُنہوں نے یہ خط بھیجا ہے اور ایک عورت کے ہاتھ بھیجا ہے اور وہ عورت فلاں جگہ ہے تو آپ نے بھیجا، حضرتِ علی رضی اللہ عنہ گئے حضرتِ زبیر رضی اللہ عنہ گئے یا اور کوئی صحابی تھے حضرتِ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ غالبًا حضرتِ زبیر رضی اللہ عنہ ہی تھے [2] دونوں سے کہا کہ وہاں جاؤ روضۂ خاخ ایک جگہ ہے وہاں وہ ملے گی تمہیں جاؤ پہنچی ہوئی ہوگی اُس وقت، وہاں تم اُس سے وہ خط لے لینا۔ وہ گئے تو مل گئی واقعی وہ اُسی صفت کی ایک عورت تھی وہاں جارہی تھی اُس سے کہا کہ دیکھو وہ خط دے دو، کہنے لگی نہیں میرے پاس کوئی خط نہیں ہے اُنہوں نے کہا نہیں خط ضرور ہے تمہارے پاس۔ اُس کی تلاشی لی یا

---

[1] بخاری شریف ص ۳۷۸ [2] مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۷ اور بخاری شریف ص ۴۲۲

اُسی سے اِصرار کرتے رہے یہ، اور وہ انکار کرتی رہی حتّٰی کہ اِنہوں نے کہا اگر خط نہ نکلا تو ہم تیرے کپڑے بھی اُتار کر تلاشی لیں گے بات غلط نہیں ہے خط تیرے پاس ضرور ہے۔ جب دیکھا کہ یہ تو واقعی نہیں ہٹیں گے یہ تو ممکن تھا ہی کہ اُسے واپس لے آتے اور یا واقعی اُسے کہتے کہ جامہ تلاشی دے، پوری کسی طرح سے تلاشی لیتے اُس کی۔ پھر اُس نے ایک کپڑا ایسے باندھ رکھا تھا اس میں اپنی لمبی چٹیہ اُدھر تک لے گئی تھی اُس میں اُس نے وہ خط رکھا تھا پھر اُس نے وہ نکال کر دے دیا تو وہ خط لے کر جب آئے تو اُس میں یہ مضمون تھا جو میں نے بتایا کُفّارِ مکہ کے نام۔[۱]

حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلام کی رائے اور نبی علیہ السلام کی تردید :

اَب اُن کا ایک غلام تھا اُس کو پتہ چلا اُس نے یہ جملے کہے رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر، اُس وقت موقع مل گیا اُس کو یا اُس کے قریب قریب موقع ملا، حضرت حاطب رضی اللہ عنہ کی اُس نے شکایت کی اور وہ غلام تھا مسلمان، کہنے لگا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ لَیَدْخُلَنَّ حَاطِبُ نِ النَّارَ یہ حاطب جو ہیں یہ جہنم میں ضرور جائیں گے، یہ جملہ اُس نے کہا۔

اہلِ بدر اور اہلِ حدیبیہ کا مقام :

اَب رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے اُس کو جواب دیا کَذَبْتَ تو غلط بات کہہ رہا ہے۔ یہ ''کَذَبَ'' جو ہے یہ لغتِ حجاز ہے حجازِ مقدس میں جھوٹ کے معنٰی میں بھی اور غلط کے معنٰی میں بھی بولا جاتا ہے تو فرمایا غلط بات کی تو نے یہ بات تیری غلط ہے لَایَدْخُلُھَا وہ جہنم میں نہیں جائیں گے یہ وہ صحابی ہیں کہ جو بدر میں بھی شامل رہے ہیں اور حدیبیہ میں بھی تو ایسا نہیں ہوگا کہ یہ جہنم میں جائیں فَاِنَّہٗ قَدْ شَھِدَ بَدْرًا وَّالْحُدَیْبِیَّۃَ .[۲]

اِس واسطے اُس وقت سے اَب تک یہی کہتے آئے ہیں سب اہلِ سنت والجماعت کہ وہ حضرات جو بدر میں شامل ہوئے ہیں وہ بھی جنتی ہیں جو صلح حدیبیہ میں اُس وقت موجود تھے اور بیعت کی اُنہوں نے جنابِ رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارک پر اُن میں سے بھی کوئی نہیں جائے گا جہنم میں۔

---

۱ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تھے اور تیسرے صحابی حضرت مقداد رضی اللہ عنہ یا حضرت ابومرثد رضی اللہ عنہ تھے۔ (محمود میاں غفرلہٗ)

۲ مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۰

قرآنِ پاک میں ہے لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا سے نواز دیا مومنین کو جب وہ بیعت کر رہے تھے آپ سے درخت کے نیچے فَعَلِمَ مَافِیْ قُلُوْبِھِمْ اللہ تعالیٰ نے اُن کے دلوں کی کیفیت کو جانچ لیا امتحان میں پاس کر دیا فَاَنْزَلَ السَّکِیْنَۃَ عَلَیْھِمْ اُن پر سکون کی کیفیت اللہ نے نازل فرمادی جو خاص رحمت کی علامت ہے وَاَثَابَھُمْ فَتْحًا قَرِیْبًاO وَمَغَانِمَ کَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَھَا وغیرہ یہ سورۂ اِنَّافَتَحْنَا لَکَ فَتْحًا مُّبِیْنًا میں آتا ہے تو اِن حضرات میں سے کوئی بھی جہنم میں نہیں جائے گا حساب کتاب بھی اگر ہوگا تو بھی اِس درجے کا کہ گویا وہ گناہ گار ہوئے ہی نہیں ہیں کہ وہ جہنم میں جائیں، اللہ نے اُن کو پھر نیکی کی طرف لگا دیا اور جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائے جس پر نظرِ رحمت فرمادے بس وہ پھر چلتی ہی رہتی ہے آگے بڑھتا ہے اُس کا سلسلہ اور اُس میں اُس کو ترقی ہوتی رہتی ہے برابر، گناہوں کی قوت اُس کی کم ہوتی چلی جاتی ہے حتّٰی کہ یہ سب اُس کی مغفرت کا پورا سامان ہو جاتا ہے اُس کے دُنیا سے رُخصت ہوتے ہی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اِن کی محبت پر قائم رکھے اور آخرت میں اِن کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعاء ....

❁ ❁ ❁

دس سورتیں دس چیزوں سے بچاتی ہیں

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں دس چیزیں (سورتیں) دس چیزوں سے بچاتی ہیں :

(۱) سورۂ فاتحہ اللہ تعالیٰ کے غضب سے بچاتی ہے (۲) سورۂ یٰسین قیامت کے دن پیاسے رہنے کے لیے مانع ہے (۳) سورۂ دُخان قیامت کی ہولناکیوں سے بچاتی ہے (۴) سورۂ واقعہ فقر و فاقہ سے بچاتی ہے (۵) سورۂ ملک عذابِ قبر سے بچاتی ہے (۶) سورۂ کوثر دُشمنوں کی دُشمنی سے بچاتی ہے (۷) سورۂ کافرون موت کے وقت کفر سے بچاتی ہے (۸) سورۂ اِخلاص منافقت سے بچاتی ہے (۹) سورۂ فلق حاسدوں کے حسد سے بچاتی ہے (۱۰) سورۂ ناس وسوسوں سے بچاتی ہے۔ (جواہر پارے)

ملفوظات شیخ الاسلام

حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنیؒ

﴿ مرتب : حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکویؒ ﴾

☆ اگر نکاح کے مصارف رسمیہ جوڑے، زیورات، بارات اور کنبہ کا کھانا پینا وغیرہ مانع ہے اور تنگ دستی اِس میں حارج ہے تو آپ کو خود معلوم ہے کہ یہ چیزیں غلط طریقے پر ہم مسلمانوں میں رائج ہوگئی ہیں اور اِس زمانے کا افلاس اور گرانی ہرگز ہرگز اِن اُمور کی اِجازت نہیں دیتی ہے، اِن سب امور کو برادری سے اُٹھانا اَشد ضروری ہے اور نکاح نہایت سادگی سے معمولی مہر کے اُوپر تمام مسلمان برادریوں میں جاری ہونا لازم ہے، بڈھے اور عورتیں اِس میں ضرور حارج ہوں گی، اگر برادری کے جوانوں کو پارٹی بنانی اور اِس غلط کاری کے خلاف مورچہ قائم کر کے برادریوں کی اِن نا قابل عمل رسموں کا اُٹھا دینا اور اِن کے خلاف جہاد کرنا ازبس ضروری ہے۔
اگر اِس میں ماں باپ حارج ہوں تو اُن کی اطاعت ضروری نہیں لَاطَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ .
اِن کی بات نہیں ماننی چاہیے، ہاں اِن سے ہاتھا پائی، گالی گلوچ، مار پیٹ بے اَدبی اور گستاخی بھی نہیں کرنی چاہیے اور عدمِ تشدد کی پالسی جاری کر کے جوانوں کو اِن غلط رُسوم کو مٹا دینا چاہیے اور غلط رُسوم کی وجہ سے حرام کاری، اغلام، زنا، جلق وغیرہ اخلاق اور صحت کو برباد کرنے والی جوان لڑکوں اور لڑکیوں کو طرح طرح کی مصیبتوں اور معصیتوں میں مبتلا کر دینے والی صورتیں پیش آرہی ہیں جن سے دین اور دُنیا کی عزت اور ناموس سب برباد ہوتے جا رہے ہیں نوجوانوں کو غیرت میں آنا چاہیے اور مضبوطی سے اِس کے خلاف جہاد کرنا چاہیے۔

☆ عورتوں کو ایسا لباس نہ پہنا چاہیے جس میں اِن کا ایسا جسم ظاہر ہو جو کہ کھلنا نہ چاہیے جس کی تفصیل کتب فقہ میں باعتبارِ نماز اور ہے اور باعتبار خارجِ نماز اَجنبیوں، ذی رحم محرم، دیگر رشتہ داروں سے اور ہے، ایسا لباس نہ ہونا چاہیے جس میں کفار عورتوں سے مشابہت ہوتی ہو، ایسا بھی باریک نہ ہونا چاہیے جس میں اَندرونی بدن کی کیفیت نظر آتی ہو۔ چوڑی دار پائجامہ اگر ایسا کسا ہوا نہ ہو جس سے بدن کی کیفیت نظر آئے بلکہ ڈھیلا ڈھالا ہو تو جائز اور مناسب ہے، قمیص کا بھی یہی حال ہے۔

☆ لیڈی پمپ، اُونچی ایڑی کا چپل وغیرہ عورتوں کے مخصوص لباسوں میں سے ہیں اگر اِن میں مشابہت غیر مسلم قوموں کی عورتوں سے ہو یعنی یہ لباس مسلمان عورتوں میں بھی استعمال ہو رہا ہو، یا ضرورت اِن کے پہننے پر مجبور کرتی ہو مثلاً عورت کو سفر درپیش ہے اور ہندوستانی پھٹڑے جوتے یا زیرپائی سے سفر میں دقتیں آمدورفت میں پڑتی ہیں تو لیڈی پمپ کا استعمال جائز ہوگا۔ تاہم بہتر یہی ہے کہ اپنا دیسی لباس کھڑی ایڑی کا جوتا استعمال کریں۔

☆ تبلیغ اگر چہ ضروری اور مفید ہے مگر وہ فرض کفایہ ہے اور خدمتِ والدین فرض عین ہے، جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں فَفِیْهِمَا فَجَاهِدْ (الحدیث) اِن کے حکم کو مانیے اور اِن کی خدمت کیجئے، نیز اہلیہ محترمہ کے حقوق ہیں وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَیْهِنَّ۔

☆ تنخواہ کو حج کے لیے روکنا اور بال بچوں پر تنگی کرنا سمجھ میں نہیں آتا۔

☆ مصارف میں جہاں تک ہو کمی کرنی چاہیے، رواج کے مطابق مصارف سے بچنا ضروری ہے۔ اِس زمانے میں فضول خرچی کو جاری رکھنا قومی زندگی کے لیے اَز حد نقصان دہ ہے۔

حمد باری تعالیٰ

﴿ جناب خورشید عالم صاحب خورشیدؔ ﴾

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تُھی ہے سَزا وارِ حَمد و ثنا — تُھی ہے تَمامی جہانوں کا رَب
نہایت شَفیق و مہربان بھی — تو مالک ہے روزِ جَزا و سزا
عبادت بھی تیری ہی کرتے ہیں ہم — مَدد کے تُجھ ہی سے طلبگار ہیں
ہَمیں سیدھے رَستہ پہ اُن کے چَلا — کہ جِن پر ہُوا تیرا لُطف و کَرَم
نہ جن پر ہُوا تیرا غیظ و غَضَب — نہ وہ سِیدھے رَستہ سے گُمراہ ہوئے

اے مولا میرے کاش ایسا ہی ہو

سلسلہ نمبر ۳۱ قسط : ۲

''الحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اور حکیم نیاز احمد صاحب کا مغالطہ

حضرتِ اقدس رحمہ اللہ اور حکیم نیاز احمد صاحب کے درمیان خط و کتابت [۱]

حضرتِ اقدس رحمہ اللہ کا خط

محترمی و مکرمی دام مجدکم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ موصول ہوا۔ پوری باتیں تو حقیقتاً اُس وقت تک نہیں ہو سکتیں جب تک آپ کے دلائل قویہ سامنے نہ آئیں۔

جناب نے تحریر فرمایا ہے : ایک ''مدرس'' اور ''محقق'' میں یہی فرق ہے۔ محقق کو تحقیق کے بعد کسی متعین اور ٹھوس نتیجہ تک پہنچنا ضروری ہے۔

---

[۱] گزشتہ شماروں میں قارئین نے جہلم کے حکیم فیض عالم صاحب کی حضرت اقدس قدس سرہ العزیز سے طویل خط و کتابت ملاحظہ فرمائی، اَب اپریل کے شمارہ سے سرگودھا کے حکیم نیاز احمد صاحب کی حضرت اقدس رحمہ اللہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کے وقت عمر کے متعلق طویل خط و کتابت ملاحظہ فرمائیں گے۔ حکیم صاحب نے اِس سلسلہ میں ایک ضخیم کتاب لکھی ہے حکیم صاحب کو مغالطہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نکاح و رُخصتی کے وقت جو عمر اَحادیث میں آئی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ پیش نظر صفحات میں اِسی خط و کتابت کو دیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

☆ جناب کی یہ بات عام یا چھوٹے مدرسین کی حد تک تو دُرست ہے لیکن بڑے مدرس یا بڑی درسگاہوں میں پڑھانے والے سب مدرس ایسے نہیں ہوتے بلکہ تدریس سے استحضارِ اصول وعلوم پیدا ہوتا ہے اور اِس بات کی ''غیر مدرس محقق'' میں کمی رہتی ہے۔

2۔ مولانا احمد شاہ صاحب بخاری مرحوم پیر قمرالدین صاحب مولانا عبدالستار صاحب تونسوی اگر زہری ؒ کوشیعہ قرار دیتے ہیں تو یہ اُن کی غلطی ہے اور یہ اُسی کمی کا نتیجہ ہے جو تدریس سے رفع ہوتی اور نہ ہوسکی یعنی یہ استحضار کہ اِس بات کا اثر کہاں کہاں پڑسکتا ہے۔ اِس کا خیال نہیں فرمایا ہوگا۔

مجھے مطلع فرمایا جائے کہ اِن حضرات نے کسی روایت کی وجہ سے ایسا کیا ہے؟ کتب اسماء الرجال میں جو کچھ لکھا ہے مناقب ومثالب جرح وتعدیل اِس میں سے جو چیز چاہے انتخاب کر کے کوئی کسی کے بارے میں لکھ دے۔ ایسا نہیں ہوا کرتا بلکہ جیسے فقہ میں اقوال درج ہوتے ہیں اور ایک قول مفتٰی بہٖ تسلیم کیا جاتا ہے اِسی طرح اسماء الرجال میں بھی چلتا ہے۔ ورنہ شاید ہی کوئی راوی ایسا ملے کہ جس پر کسی نے کلام نہ کیا ہو کیونکہ کمی سے کوئی خالی نہیں اور صحابۂ کرام کے علاوہ سب پر تنقید پہلے سے موجود ہے۔ اُسی دور کی ایک دُوسرے کے بارے میں آراء لکھی گئی ہیں۔ اور زہری رحمۃ اللہ علیہ بالاتفاق جلیل القدر امامِ حدیث شمار کیے گئے ہیں۔ اگر شیعوں نے اِنہیں اپنا بتلایا ہے تو وہ تو امام حسن وحسین اور نہ معلوم کس کس کو اپنا بتلاتے ہیں اور اِن کی طرف سے نہ معلوم کیا کیا حدیثیں بنا کر اپنی کتابوں میں لکھ رکھی ہیں۔

آنجناب نے زہری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ بھی لکھا ہے کہ وہ : ''خودساختہ لمبی لمبی تاریخی روایتیں جن کو اربابِ سنن ومسنَدات نے نیک نیتی سے قبول کرلیا ہے''۔ (بیان کرتے ہیں)

☆ خودساختہ کا مطلب تو موضوع ہوتا ہے۔ تو کیا بخاری ومسلم میں جناب کے خیال میں یہ روایاتِ موضوعہ آگئی ہیں؟ یہ بات اجماعِ علماء کے خلاف ہے۔

آنجناب نے یہ بھی تحریر فرمایا ہے : ''محدثین صرف احکام کی روایات کو جرح وتعدیل کے بعد قبول کرتے ہیں۔ تاریخی روایات کو بغیر نقد کے قبول کرلیتے ہیں۔ اِس لیے امام بخاریؒ یا امام احمدؒ نے اگر زہری کی روایات قبول کی ہیں تو یہ ہماری جرح سے متصادم نہیں۔''

☆ یہ بات بھی دُرست نہیں ہے۔ اربابِ صِحاح نے مغازی اور سیر میں اصح سنداً روایت لی ہے۔

اِس میں بھی وہ روایات کی سند پر نظر رکھتے ہیں اور یہ اُن کی فطرت میں داخل ہوتا ہے کہ وہ ہر بات کی سند اور سند کی قوت جانچتے رہتے ہیں اور اقوی سنداً اختیار کرتے ہیں۔

جناب نے لکھا ہے : ''ہم قرآن اور رسول پر ایمان کے مکلّف ہیں رجال کتب پر ایمان ضروری نہیں اور نہ ہم سے قیامت کے دن اِس کی باز پرس ہوگی۔''

☆ اِس کے بارے میں یہ ہی عرض کرسکتا ہوں کہ باز پرس تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر کے بارے میں بھی نہیں ہوگی اور کتب رجال کا استخفاف اگر جناب کی تحریر سے کسی کے ذہن میں بیٹھ جائے تو کتنا برا ہوگا ؟

صحیح حسن ضعیف موضوع کا فیصلہ کتب رجال کے علاوہ اور کس ذریعہ سے کیا جاسکتا ہے؟ حدیث پر دین کی تفاصیل کا مدار ہے اور حدیث کا مدار رجال پر ہے۔ اگر کتب رجال کو بے وقعت کردیا جائے تو اِرشاد فرمائیں کہ اِن کا بدل کیا ہے جس سے آپ کسی بھی حدیث کو جانچ سکیں؟

جناب نے تحریر فرمایا ہے : '' پھر ایسی روایات یعنی احکام کی صرف زہری سے ہی منقول نہیں ہیں بلکہ اور حضرات بھی اِن روایات کے راوی ہیں اِس لیے اِن کی صحت پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔''

☆ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی چھ سال کی عمر میں شادی اور نو سال کی عمر میں رُخصتی کی روایت محض تاریخی نہیں ہے کیونکہ اِسی سے مسائل استنباط کیے گئے ہیں۔ نیز یہ روایت فقط زہری ہی سے منقول نہیں بلکہ دُوسرے راوی بھی روایت کرتے ہیں اور اِسے ائمہ فقہ نے بھی قبول کیا ہے اور اِس سے استدلال فرمایا ہے۔

جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ : '' وضع حدیث کی سب سے خطرناک قسم اَدراج ہے۔''

☆ یہ بات اصولِ حدیث کے خلاف ہے۔ مُدرج کو وضّاعِ حدیث کہیں نہیں کہا گیا۔ وضّاعِ حدیث کی حدیث نہیں لی جاتی جہاں کہیں ایسا شخص آجاتا ہے اُس کی روایت کو موضوع کہہ کر فوراً چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اور عبدالملک ابن جریح جن کی روایات میں بکثرت اَدراج پایا گیا ہے ثقات اَعلام میں شمار ہوئے ہیں اور رجال بخاری میں ہیں۔

عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت لُعَبُهَا مَعَهَا بالکل دُوسری سند سے بھی موجود ہے یعنی خود

مصنَّفِ عبدالرزاق میں ص ۱۶۲ ج ۶ اور یہ خیال فرمانا بھی دُرست نہیں ہے کہ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے اُستاد عبد بن حمید نے اپنی طرف سے تصرف کر کے مرسل کو مسند بنا دیا بلکہ اَلثِّقَةُ یُرْسِلُ تَارَةً وَّیُسْنِدُ اُخْرٰی فقط اِس وجہ سے جناب کا یہ کہنا کہ ''امام مسلمؒ نے غفلت برتی'' دُرست نہیں کیونکہ اُن کے نزدیک وہ مستقل روایت ہوگی۔ وہ روایت جس میں عبدالرزاق آتے ہیں مسلم شریف کی کتاب النکاح ص ۴۵۶ ج ۱ میں ہے اور اُس کی مؤید ہم معنٰی روایت مسلم شریف ہی میں ج ۲ ص ۲۸۵ باب فضائل عائشہؓ اُم المؤمنین رضی اللہ عنہا میں موجود ہے جس کے الفاظ ہیں کُنْتُ اَلْعَبُ بِالْبَنَاتِ وَھُنَّ اللُّعَبُ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ حمیدی رحمۃ اللہ علیہ سے بالکل اور سند سے جس کے سب رجال رجالِ بخاری ہیں ایسی روایت موجود ہے (اگر چہ حضرت عروہ رحمۃ اللہ علیہ کا کسی ایسی چیز کو بتلانا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے متعلق ہو غلط نہیں مانا جا سکتا)۔

پھر اُس کی مؤید قریبی مضمون کی روایات اور بھی موجود ہیں مثلاً یہ کہ رُخصتی کے وقت وہ جھولا جھول رہی تھیں۔ اُنہوں نے یہ بھی بتلایا ہے کہ میری اَنصاری سہیلیاں میرے پاس آجاتی تھیں اور کھیلا کرتی تھیں وغیرہا اور یہ سب صحیح اور قوی السند ہیں۔ اسی طرح حبشہ کے کھیل کو دیکھنا اور جناب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دوڑنا وغیرہ روایات جمع کی جائیں تو بہت بن جاتی ہیں اور ایسی روایات فقط حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کی ہیں باقی کسی زوجہ مطہرہ کی نہیں ہیں۔

پھر جناب نے لکھا ہے کہ : ''لُعَبُهَا مَعَهَا کی روایت جامع معمر میں نہیں ہے۔''

☆ حالانکہ ہوسکتا ہے جامع معمر میں نہ ہو اور معمرؒ کی کسی اور کتاب میں ہو۔ یہ بالکل ایسا ہی ہے جیسے کہ کوئی روایت جامع بخاری میں نہ ہو مگر امام بخاریؒ کی کسی دُوسری کتاب میں ہو۔ مؤطاء امام مالک اور مؤطاء امام محمد میں نہ ہو اور اُن کے کسی اور شاگرد نے سنی ہو تو وہ امام مالک اور محمد رحمہا اللہ ہی کی روایت ہوگی۔ اِسی طرح یہ روایت اگر جامع معمر میں نہ بھی ہو تو اعتراض نہیں کیا جا سکتا کہ یہ معمرؒ کی روایت ہی نہیں ہے۔

جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ : ''اِس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ اضافہ عبدالرزاق کا ہے (لُعَبُهَا مَعَهَا) محدثین اِسے اضافۂ ثقہ سمجھ کر قبول کر لیتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ اضافہ بغض عائشہ رضی اللہ عنہا کی بنا پر کیا گیا ہے تاکہ اُن کو بالکل بچی ثابت کیا جائے اور بچپن کی وجہ سے قطعاً بے اعتبار ثابت کیا جائے۔''

☆ جناب کے اِن جملوں سے محدثین کا ایک قاعدہ کہ ''زیادتِ ثقہ مقبول ہوتی ہے'' بھی مجروح ہوتا ہے اور عبدالرزاق پر بے اَصل الزام عائد ہوتا ہے کیونکہ اُنہوں نے اپنی کتاب میں حضرت عائشہؓ کے مناقب کی مکمل حدیثیں دی ہیں اگر ایسا ہوتا تو وہ یہ روایات نہ دیتے۔ ملاحظہ فرمائیں باب اَزواج النبی ﷺ ص ۴۲۹، المصنف ج ۱۱، اور اُن کا گڑیوں سے کھیلنا جیسا کہ عرض کر چکا ہوں بسند صحیح مصنف عبدالرزاق اور مسلم شریف کے علاوہ اور کتابوں میں بھی میں نے دیکھا ہے۔ اُس میں اِتنے استبعاد کی ضرورت نہیں معلوم ہوتی۔ اور زید بن مبارک جنہوں نے عبدالرزاق کی طرف سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی توہین کا الزام لگایا ہے تو یہ الزام ثابت السند ہی کب ہے اور اُس کے برعکس یہ ثابت ہے کہ اُنہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی بہت زیادہ روایات لی ہیں اور سب میں اُن کی منقبت ثابت ہے مثلاً ملاحظہ فرمائیں ص ۵، ۸، ۹، ۱۰، ۶۹، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۵، ۸۶، ۸۷، وغیرہ جلد یازدہم۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بہت مفید روایات دی ہیں ملاحظہ فرمائیں ص ۳۴۵، اُن کا تحمل ص ۴۵۳، اُن کی عظمت صلاحیت ص ۳۵۰ پر اِسی جلد میں مجھے نظر آئی ہیں۔ یہ میں نے بہت اختصار سے لکھا ہے اور یہ فقط ایک جلد میں نظر آیا ہے۔ آنجناب کی توجہ مبذول کرانے کے لیے چند حوالے لکھے ہیں۔ حافظ ذہبیؒ نے زید بن مبارک کی باتیں نقل کرنے کے بعد لکھا ہے : قُلْتُ فِیْ ھٰذِہِ الرِّوَایَةِ اِرْسَالٌ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِصِحَّتِھَا. (میزان الاعتدال ج ۲ ص ۶۱۱) جناب والا مصنف عبدالرزاق کی گیارہویں جلد میں ص ۴۴۸ اور ص ۴۴۹ ضرور ملاحظہ فرمائیں اگر عبدالرزاق شیعہ ہوتے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسی روایات اپنی کتاب میں ہرگز نہ لکھتے۔

جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ : '' آخر عمر میں تو سب ہی نے عبدالرزاق کو ناقابلِ اعتماد قرار دے دیا تھا، حافظہ خراب ہوگیا تھا، نابینا ہوگئے تھے۔''

☆ لیکن یہ کیسے معلوم ہوا کہ عبد بن حمید اُستاد امام مسلمؒ نے اُن سے اِس دور میں سنا ہے اس سے پہلے نہیں سنا کیونکہ عبد بن حمید نے ابوداؤد طیالسیؒ سے بھی سنا ہے وہ عبدالرزاقؒ سے متقدم ہیں۔ جناب کے اِن جملوں سے اُن کی کتاب مصنف عبدالرزاق کے بارے میں لوگوں کا اعتماد اُٹھ جائے گا اِس کی تصریح فرمانی چاہیے کہ اُن کی کتاب اُس دَور سے پہلے کی لکھی ہوئی ہے۔

اِس تحریر سے میری غرض یہ ہے کہ جناب کی کتاب جو تحقیقی کوشش ہے اُسے ایسی کمزوریوں سے پاک ہونا چاہیے جن پر اعتراض ہوسکتا ہو۔ میں چاہتا ہوں کہ مجھے اِس موضوع پر اپنی اُن دلائل سے مطلع فرمائیں جو بہت وزنی اور نہ ٹوٹ سکنے والی ہوں۔ پوری تحریر تو میں نہ دیکھ سکوں گا وہ تو بہت طویل ہے اِس لیے چیدہ ترین دلائل کا خواستگار ہوں۔

والسلام

حامد میاں غفرلہٗ

۲۶ر ستمبر ۱۹۸۰ء

☆ ☆ ☆

عورتوں کے رُوحانی امراض

﴿ از اِفادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

رسوم کی پابندی میں بوڑھی عورتوں کی کوتاہی :

بعض عورتوں نے مجھ سے مرید ہونا چاہا تو میں نے اُن سے شرط لگا دی کہ رسمیں چھوڑنا پڑیں گی۔ کہنے لگیں کہ میرے کچھ ہے ہی نہیں، نہ بال نہ بچہ میں کیا رسمیں کروں گی۔ میں نے کہا کرو گی تو نہیں لیکن صلاح مشورہ تو ضرور دو گی۔ یہ پرانی بوڑھیاں رسموں کے معاملہ میں گویا شیطان کی خالہ ہوتی ہیں۔ خود اگر نہ کریں تو دُوسروں کو بتلاتی ہیں۔ چنانچہ میں دیکھتا ہوں کہ جن عورتوں کی اولاد نہیں وہ خود تو کچھ نہیں کرتیں لیکن دُوسروں کو تعلیم دیتی ہیں۔ کوئی پوچھے اُس کو کیا شامت سوار ہوئی ہے۔ اُس کو تو یہ مناسب تھا کہ تسبیح لے کر مصلّٰی پر بیٹھ جاتی کچھ فکر تو ہے نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سب فکروں سے خالی رکھا تھا۔ (کاش) وقت کی قدر جانیں مگر یہ ہرگز نہ ہوگا بس یہ مشغلہ ہوگا کہ کسی کی غیبت کر رہی ہیں۔ کسی کو رائے دے رہی ہیں گویا یہ بڑی بنتی ہیں۔ بات بات میں دخل دیتی ہیں۔

یاد رکھو زیادہ بولنے سے کچھ عزت نہیں ہوتی۔ عزت اُسی عورت کی ہوتی ہے جو خاموش رہے۔ اگر خاموش ہو کر ایک جگہ بیٹھ کر اللہ کا نام لے (تسبیح پڑھے) تو اِس کی تو بڑی قدر اور وقعت ہوتی ہے۔ مگر باتیں کرنے کی جن کو عادت ہو جاتی ہے یہ کیسے چھوٹ سکتی ہے۔ خواہ ذلت خواری ہو کوئی اِن کی بات بھی کان لگا کر نہ سنے لیکن اِن کو اپنی ہانکنے سے کام۔ عورتیں اِس کو سن کر کہا کرتیں ہیں کہ بیٹھ تو جائیں لیکن کوئی چین تو لینے دے۔ میں کہتا ہوں کہ تم اپنے منہ کو جب گوند لگا کر بیٹھو گی (یعنی بالکل خاموش رہو گی) تو کیا کسی کا سر پھرا ہے (کوئی پاگل ہے) جو تم سے مزاحمت (مقابلہ) کرے۔ زیادہ دَنگا فساد اور گناہ بولنے ہی سے ہوتے ہیں۔ واقعی زیادہ گناہ ہم لوگوں سے اِس زبان ہی کی بدولت ہوتے ہیں۔ اِس مضمون کو مرد اور عورتیں سب یاد رکھیں لیکن آج کل مشکل یہ ہے کہ آنسو بہالیں گے آہیں بھر لیں گے اور سن کر کہیں گے کہ بس جی ہمارا کیا ٹھکانہ ہے۔ صاحبو! اِن باتوں سے کام نہیں چلتا کام تو کرنے ہی سے ہوتا ہے پس کام کرو اور باتیں نہ بگھارو۔

رسوم و رواج کے ختم کرنے کے طریقے :

اِن رسوم کے ختم کرنے کے دو طریقے ہیں۔ایک تو یہ ہے کہ سب برادری متفق ہو کر یہ سب بکھیڑے خود موقوف کر دیں، دیکھا دیکھی اور لوگ بھی ایسا کریں گے۔اِسی طرح چند روز میں یہ طریقہ عام ہو جائے گا اور کرنے کا ثواب اِس شخص کو ملے گا اور مرنے کے بعد بھی وہ ثواب اِس شخص کو ملے گا اور مرنے کے بعد بھی وہ ثواب لکھا جایا کرے گا۔

دیندار کو چاہیے کہ نہ خود اِن رسموں کو کرے اور جس تقریب میں یہ رسمیں ہوں وہاں ہرگز شریک نہ ہو، صاف اِنکار کر دے۔ برادری کنبہ کی رضامندی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے رُوبرو کچھ کام نہ آئے گی۔

اِس بات کا التزام کرلو کہ بلا پوچھے اور بے سمجھے محض اپنے نفس کے کہنے سے کوئی کام نہ کرو تا کہ کمالِ ایمان میسر ہو۔ اِسی کو جناب نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ ھَوَاہُ تَبِعًا لِمَا جِئْتُ بِہٖ تم میں سے کوئی شخص اُس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اُس کی خواہش اُن احکام کے تابع نہ ہو جائے جن کو میں لایا ہوں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم تو دُنیادار ہیں ہم سے کہاں شریعت نبھ سکتی ہے۔کیوں صاحبو! جس وقت جنت سامنے کی جائے گی اُس وقت تم یہ کہہ دو گے کہ ہم تو دُنیادار ہیں اِس میں کیسے جائیں۔شریعت کو ایسی ہولناک چیز فرض کرلیا ہے جو دُنیاداروں کے بس کی نہیں حالانکہ شریعت میں بہت وسعت ہے۔(جاری ہے)

❁ ❁ ❁

اِسلام کا سکہ

اِسلام کا سکہ دُنیا میں بٹھا دیں گے ◂ توحید کی دُنیا میں اِک دُھوم مچا دیں گے

گونجیں گی پہاڑوں میں تکبیر کی آوازیں ◂ یہ صور جو پھونکیں گے مردوں کو جگا دیں گے

اِسلام ہے دین اپنا ، اِسلام ہے مشن اپنا ◂ اِسلام کی خاطر ہم گھربار لُٹا دیں گے

اِسلام کے دُشمنوں کا غلبہ ہو اگر ◂ ہم اللہ کے راستہ میں جانیں بھی لُٹا دیں گے

قسط : ۲ ، آخری

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے مناقب

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴾

حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا مسلمان ہونا :

ہدایت اللہ کے قبضہ میں ہے حضرت ابوالعاص رضی اللہ عنہ کا واقعہ کتنا عبرت خیز ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے دوستِ خاص بھی ہیں اور داماد بھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی گھر میں ہے مگر مسلمان نہیں ہوتے۔ بیوی سے اِس قدر محبت ہے کہ مشرکینِ مکہ کے زور دینے پر طلاق نہیں دیتے۔ بدر میں قید ہوئے اور قید سے آزاد ہو کر بیوی کو مدینہ منورہ بھیج دیا مگر اَبھی تک اِسلام قبول نہیں کیا۔ پھر جب اللہ رب العزت نے ہدایت دی تو بڑی خوشی سے اِسلام کے حلقہ بگوش ہوگئے جس کا واقعہ یہ ہے کہ فتح مکہ سے کچھ پہلے اِنہوں نے ایک قافلے کے ساتھ شام کا ایک تجارتی سفر کیا۔ قریش کے بہت سے مال آدھے ساجھے پر تجارت کے لیے ساتھ لے گئے۔ جب واپس ہوئے تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک دستہ جس کے امیر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے آڑے آیا اور اُس دستے نے اِس قافلے کا مال چھین لیا اور کچھ لوگوں کو قید کیا۔

حضرت ابوالعاص قید میں نہ آئے بلکہ بھاگ کر مدینہ منورہ چلے گئے اور رات کو حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ کر پناہ مانگی۔ اِنہوں نے پناہ دے دی۔ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فجر کے نماز سے فارغ ہوگئے تو حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے زور سے پکار کر کہا کہ اَیُّھَا النَّاسُ اِنِّیْ اَجَرْتُ اَبَاالْعَاصِ بْنَ الرَّبِیْعِ (کہ اے لوگو! میں نے ابوالعاص کو پناہ دے دی ہے)۔ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کیا آپ حضرات نے سنا زینب نے کیا کہا؟ حاضرین نے کہا جی ہاں ہم نے سنا! اِس منصفِ عادل صلی اللہ علیہ وسلم پر ہر دو عالم قربان جس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جواب سن کر فرمایا اَمَا وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ مَاعَلِمْتُ بِذٰلِکَ حَتّٰی سَمِعْتُہٗ کَمَا سَمِعْتُمْ (یعنی قسم اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اُس وقت سے پہلے مجھے بھی پتہ نہیں تھا کہ ابوالعاص مدینہ میں ہیں اور اُن کو زینب نے پناہ دی ہے۔ مجھے اِس کا علم اُس

وقت ہوا ہے جب کہ تمہارے کان میں زینب کے اعلان کی آواز پہنچی) اُس کے بعد فرمایا کہ ادنیٰ مسلمان بھی کسی کو پناہ دے دے تو سب مسلمانوں کو اُس کا پورا کرنا لازم ہو جاتا ہے۔ پھر یہ فرما کر آپ حضرت زینبؓ کے پاس پہنچے اور اُن سے فرمایا کہ ابو العاص کو اچھی طرح رکھنا اور میاں بیوی والا تعلق نہ ہونے دینا کیونکہ تم اُن کے لیے ہلال نہیں ہو۔ حضرت زینبؓ نے عرض کیا کہ یہ اپنا مال لینے کے لیے آئے ہیں۔

یہ سن کر سید عالم ﷺ نے اُس دستے کو جمع کیا جنہوں نے اِن کا مال چھینا تھا اور فرمایا کہ اِس شخص (ابو العاص) کا جو تعلق ہم سے ہے اُس سے تو آپ لوگ واقف ہیں اور اِس کا مال تم لوگوں کے ہاتھ لگ گیا ہے جو تمہارے لیے اللہ کی طرف سے عنایت ہے کیونکہ دارُالحرب کے غیر مسلم کا مال ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ لوگ اِس کے ساتھ اِحسان کریں اور جو مال اِس کا لے لیا ہے واپس کر دیں لیکن اگر تم ایسا نہ کرو تو میں مجبور نہیں کر سکتا اِس مال کے تم ہی حق دار ہو۔

یہ سن کر سب نے عرض کیا کہ ہم اِن کا مال واپس کر دیتے ہیں اور پھر اِس پر عمل کیا اور جو مال لیا تھا وہ سارا اِن کو واپس دے دیا۔ اِس مال کو لے کر وہ مکہ معظّمہ پہنچے اور جس جس کا جو حق اُن پر چاہتا تھا وہ سب ادا کر دیا اور اِس کے بعد کلمہ شہادت اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ سچے دل سے پڑھا اور مکہ والوں سے کہا (میں نے یہاں پہنچنے کی کوشش اِس لیے کی اور) مدینہ میں کلمہ پڑھنے کے بجائے یہاں کلمہ اِسلام اس لیے پڑھا کہ اگر وہیں اِسلام قبول کر لیتا تو تم لوگ یہ سمجھتے کہ ہمارا مال مارنے کے لیے مسلمان ہو گیا ہے۔ اَب میں نے تمہارے تمام حقوق ادا کر دیے ہیں اور اِسلام قبول کر لیا ہے۔ اِس کے بعد حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ آنحضرت ﷺ کے خدمت میں مدینہ منورہ چلے گئے اور آنحضرت ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے دوبارہ اِن کا نکاح فرما دیا۔ (اُسد الغابہ)

چھ سال کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ کے نکاح میں دوبارہ آئیں اور اِن ہی کے نکاح میں وفات پائی۔ حضرت ابو العاص رضی اللہ عنہ نے ذی الحجہ ۱۲ھ میں وفات پائی۔ رَضِیَ اللّٰهُ وَاَرْضَاهُ. (الاصابه)

اَولاد :

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بطن مبارک سے ایک صاحبزادہ اور ایک صاحبزادی تولد ہوئے۔

صاحبزادی نام اُمامہ تھا اور صاحبزادہ کا نام علی تھا۔ فتح مکہ کے روز آنحضرت ﷺ کے ساتھ سواری پر جو علی سوار تھے وہ یہی علی بن ابی العاص ؓ ہیں۔ اِنہوں نے سن بلوغ کے قریب آنحضرت ﷺ کی موجودگی ہی میں وفات پائی۔ اِن کی بہن حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہا سے آنحضرت ﷺ کو بہت محبت تھی۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ کے پاس کہیں سے ایک ہار آ گیا تھا اُس کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا اِسے اپنے گھر والوں میں سے اُس کو دوں گا جو مجھے سب سے زیادہ محبوب ہے۔ یہ اِرشاد سن کر عورتوں نے سمجھ لیا کہ بس ابوبکر کی بیٹی عائشہ رضی اللہ عنہا ہی کو ملے گا۔ لیکن آنحضرت ﷺ نے حضرت اُمامہ ؓ کے گلے میں ڈال دیا۔ (الاصابہ)

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اُن کی بھانجی حضرت اُمامہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمالیا تھا۔ اُن کو اِس کی وصیت حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کی تھی۔ پھر جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت نوفل بن مغیرہ رضی اللہ عنہ سے حضرت اُمامہ کا نکاح ہوا۔ اُن سے ایک صاحبزادہ یحیٰی نامی کی وِلادت ہوئی لیکن بعض علماء نے یہ بھی کہا ہے کہ نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں اِن کے بطنِ مبارک سے کوئی اَولاد ہوئی نہ حضرت نوفل رضی اللہ عنہ کے نکاح میں۔ (الاصابہ)

آنحضرت ﷺ کی نسل شریف صرف حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے چلی اور کسی صاحبزادی سے آپ کی نسل نہیں بڑھی۔ (قَالَ فِی الْاِصَابَةِ وَانْقَطَعَ نَسْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا مِنْ فَاطِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا)

وفات :

حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ۸ ہجری میں وفات پائی۔ آنحضرت ﷺ خود اِن کی قبر میں اُترے۔ اُس وقت آپ کے چہرے پر رنج و غم کے آثار موجود تھے۔ جب آپ قبر کے اُوپر تشریف لائے تو فرمایا کہ مجھے زینب ؓ کے ضعف کا خیال آ گیا۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی کہ قبر کی تنگی اور اُس کی گھٹن سے زینب کو محفوظ فرمادے، اللہ تعالیٰ نے دُعا قبول فرما کر آسانی فرمادی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا وَاَرْضَاهَا.

گلدستۂ احادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

زمانۂ جاہلیت کی چار باتیں جنہیں لوگ نہیں چھوڑیں گے :

عَنْ اَبِیْ مَالِکٍ الْاَشْعَرِیِّ حَدَّثَہٗ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَرْبَعٌ فِیْ اُمَّتِیْ مِنْ اَمْرِ الْجَاہِلِیَّۃِ لَایَتْرُکُوْنَھُنَّ اَلْفَخْرُ فِی الْاَحْسَابِ ، وَالطَّعْنُ فِی الْاَنْسَابِ ، وَالْاِسْتِسْقَآءُ بِالنُّجُوْمِ ، وَالنِّیَاحَۃُ وَقَالَ اَلنَّائِحَۃُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِھَا تُقَامُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَعَلَیْھَا سِرْبَالٌ مِنْ قَطِرَانٍ وَدِرْعٌ مِّنْ جَرَبٍ.

(مسلم ج۱ ص۳۰۳ ، مشکوۃ ص ۱۵۰)

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ نے ابوسلام کو یہ حدیث سنائی کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا زمانۂ جاہلیت کی چار باتیں ایسی ہیں جنہیں میری اُمت کے (کچھ) لوگ نہیں چھوڑیں گے: (1) حسب پر فخر کرنا (2) نسب پر طعن کرنا (3) ستاروں کے ذریعہ پانی مانگنا (4) نوحہ کرنا۔ (نیز) آپ نے یہ بھی فرمایا کہ نوحہ کرنے والی عورت نے اگر مرنے سے پہلے توبہ نہیں کی تو وہ قیامت کے دِن اِس حال میں کھڑی کی جائے گی کہ اُس پر قطران اور خارش کی قمیص ہوگی۔

ف : ''حَسَبْ'' اُن عمدہ خصلتوں کو کہتے ہیں جو اگر کسی انسان کے اَندر پائی جائیں تو وہ اُن کی وجہ سے اپنے آپ کو اچھا اور بہتر سمجھتا ہے، شجاعت و بہادری، سخاوت و دَریا دلی، اور فصاحتِ کلام وغیرہ۔

نسب پر طعن کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص کے نسب میں اِس طرح عیب جوئی کی جائے کہ فلاں شخص کا باپ برا تھا اور فلاں شخص کا دادا کمتر تھا، چونکہ حسب پر فخر کرنے اور نسب پر طعن کرنے کی وجہ سے اپنی بڑائی اور دُوسروں کی حقارت و برائی لازم آتی ہے اِس لیے یہ دونوں ہی چیزیں مذموم و بری ہیں۔

ستاروں کے ذریعہ پانی مانگنے سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص ستاروں کی تاثیر پر بارش کی اُمید رکھے

یعنی یہ اعتقاد رکھے کہ اگر فلاں ستارہ فلاں منزل میں داخل ہوگا تو بارش ہوگی ، اِس بارہ میں مسئلہ یہ ہے کہ یہ اعتقاد رکھنا کہ اگر فلاں ستارہ فلاں منزل میں داخل ہوگا تو ہی بارش ہوگی یہ ناجائز ہے بلکہ جب بارش کی ضرورت ہو تو یہی کہنا چاہیے اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل و کرم سے ہمیں بارش سے سیراب کریں گے۔

نوحہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی شخص مرجائے تو اُس پرواویلا کیا جائے اور مرنے والے کی اچھی خصلتیں رو رو کر اِس طرح بیان کی جائیں کہ ہائے وہ کتنا بہادر تھا، ہائے وہ کتنا سچا تھا، ہائے وہ ایسا تھا ہائے وہ ویسا تھا۔

" قَطِرَانٌ " تارکول کی مانند ایک دوا کا نام ہے جو سیاہ اور بدبودار ہوتی ہے اور ابہل درخت سے نکلتی ہے اِسے اُس اُونٹ کے جسم پر ملتے ہیں جسے خارش ہوجاتی ہے چونکہ اِس کے اَندر حرارت اور گرمی زیادہ ہوتی ہے اِس لیے وہ اُونٹ کی خارش کو جلا دیتی ہے۔ اِس کا ایک خاص اثر یہ بھی ہے کہ آگ کو اَثر بہت جلد قبول کر لیتی ہے اور بہت جلد بھڑک اُٹھتی ہے۔

حضور اکرم ﷺ کی اس حدیث پاک کے آخری جملہ کا مطلب یہ ہوا کہ نوحہ کرنے والی عورت اگر اِس برے فعل سے توبہ کے بغیر مرگئی تو قیامت کے دِن اُس کے جسم پر خارش پیدا کردی جائے گی پھر اُس پر قطران ملا جائے گا تاکہ اُس کے خارش میں اور زیادہ سوزش اور جلن ہو جس سے وہ زیادہ سے زیادہ اَذیت پائے۔

نبی علیہ السلام چار اَعمال کبھی نہیں چھوڑتے تھے :

عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ اَرْبَعٌ لَمْ يَكُنْ يَدَعُهُنَّ النَّبِيُّ ﷺ صِيَامَ عَاشُوْرَآءَ وَالْعَشْرِ وَثَلٰثَةِ اَيَّامٍ مِّنْ كُلِّ شَهْرٍ وَرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ .

(نسائی ج۱ ص۲۵۶ ، مشکوۃ ص ۱۸۰)

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ چار اعمال کبھی نہیں چھوڑتے تھے: (1) عاشوراء کا روزہ (2) عشرہ ذی الحجہ کے روزے (3) ہر ماہ کے تین روزے (4) فجر سے پہلے دو سنتیں۔

قسط : ۲

اِس دَور کی اہم ضرورت

صبر واِستقامت اور اپنی قیادت پر بھر پور اعتماد

امیر جمعیت علمائے اسلام حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم ١٦ ر مارچ کو جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اِس موقع پر اَساتذہ کرام اور طلباء سے تفصیلی خطاب فرمایا جو قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔ (اِدارہ)

اَب اِس میں جو بداعتمادیاں پیدا کی جارہی ہیں ظاہر ہے کہ اُمت کے درمیان فقاق پیدا کرنا بداعتمادی اور نفاق پیدا کرنا یہ شیطان کا عمل ہوسکتا ہے اور ہمارا طبقہ جو مدرسوں کا طبقہ ہے مولویوں کا طبقہ ہے قرآن وحدیث سے وابستہ طبقہ مدارس سے وابستہ مساجد سے وابستہ جو سمجھتا ہے کہ شیطان کے سب سے بڑے دُشمن ہم ہیں وہی شاید زیادہ شکار ہوں شیطانی کارستانیوں میں۔ شیطان اُن میں زیادہ گھسے گا کیونکہ دُشمن کو نقصان پہنچانا ہے تو شاید کمیونسٹوں کو اِتنا نقصان نہ پہنچائے وہ شاید بے دین لوگوں کو اِتنا نقصان نہ پہنچائے کیونکہ وہ تو اُس کے راستے پر چل چکے ہیں جو اُس کے راستے سے لڑتا ہے اُس کے عقیدے سے لڑتا ہے اُس کے مکروفریب سے لڑتا ہے اُسی کو پہلے اُنہوں نے نشانہ بنانا ہوتا ہے۔ وہ قوتیں بھی ہمیں تارتار کرنے کی کوششیں کررہی ہیں ہمارے اَندر شکوک وشبہات پیدا کررہی ہیں ہمارے توازن کو بگاڑنے کی کوشش کررہی ہیں ہمارے جسدِ واحد کوٹکڑے ٹکڑے کرنے کی کوشش ہورہی ہے یہ بھی ایک حساس معاملہ ہے اِس وقت جو ہمارے اَندر اُبھر رہا ہے تو اِس حوالے سے بھی ہمیں بڑے اِحتیاط کے ساتھ چلنا ہوگا۔

یہ جو اَبھی لال مسجد کا واقعہ ہوا، ظاہر ہے کہ یہ ایک بڑا اَفسوس ناک واقعہ ہے ہم سب کے لیے اَندوہناک اور تکلیف دہ اور دُکھ کا باعث ہے لیکن آپ نے ایک منصوبہ بندی دیکھی کس طرح خوبصورت منصوبہ بندی ایجنسیوں نے کی کہ ایک تو ظلم کیا مدرسہ اور مسجد کے ماحول میں کتنے بے گناہ معصوم بچوں اور بچیوں کو خون میں نہلایا گیا تڑپایا گیا تباہ وبرباد کردیا گیا۔ اَب ظاہر ہے کہ اِس کے خلاف جو ردِّعمل پیدا ہوگا اِشتعال پیدا ہوگا اُس اِشتعال اور ردِّعمل کا رُخ جو ہے وہ حکمرانوں کی طرف ہونا چاہیے کہ ظالموں نے یہ ظلم

کیوں کیا؟ لیکن کس خوبصورتی کے ساتھ اُس اِشتعال کے رُخ کو تبدیل کیا گیا اور وہ ہاتھ اِشتعال کا یا تو جمعیت طلباء کے گریبان میں پڑا یا وفاق المدارس کے گریبان میں پڑا۔ اِنہوں نے ہمارے لیے کچھ نہیں کیا؟ یہ کرتے تو بہت کچھ کر سکتے تھے۔ ہم تو افغانستان کے لیے بہت کچھ کر سکتے تھے کیا کیا؟ ہم تو عراق کے لیے بہت کچھ سوچتے تھے کہ نہ ہوا پھر کیسے ہو سکا۔

یہ وہ چیزیں ہوتی ہیں کہ جب آپ کا اپنا دماغ اِس کا تقاضا نہ کرتا ہو اور محض جذبات میں آکر آپ ایک کام شروع کر دیں اور پھر اُس کے نقصانات ہو جائیں اور پھر اُس نقصانات کا ذمّہ دار اپنے طبقہ کو ٹھہرا دے اِس سے بڑا نقصان آپ کا اور کیا ہو سکتا ہے؟ عجیب سی صورتحال بن جاتی ہے تمام ترہمدردیوں کے باوجود ایک بداعتمادی کی فضا پیدا کی جاتی ہے۔ قبائلی علاقوں میں مجاہدین ہیں لڑ رہے ہیں، اَب اُنہیں کہتے ہیں مت لڑو اِس طریقہ سے نقصان کر رہے ہو، بس یہ رائے دے دی اور شیطان خوش ہو گیا۔ اور یہ تو اِسلام آباد کے عیاش لوگ ہیں وہاں پر لاج میں رہ رہے ہیں عیاشیاں کر رہے ہیں اِن کو آپ سے کیا غرض اِن کو اِسلام سے کیا غرض؟ تو بے اعتمادی پیدا کر دی اور وہ قوتیں اِس قسم کی بداعتمادیاں پیدا کر رہی ہیں جو یہاں اسلام آباد سے جاتی ہیں اُدھر، اِسلام آباد کی قوتیں جاتی ہیں اور وہاں پر اپنوں کے خلاف بداعتمادیاں پیدا کرتی ہیں۔ اَب ایک ہے جہتِ نظر، آپ ایک رائے دے رہے ہیں میں دُوسری رائے دے رہا ہوں لیکن مقصد دونوں کا ایک ہے کہ اُس میں فائدہ اِسلام کا ہونا چاہیے اُس میں فائدہ مسلمان کا ہونا چاہیے اُس میں نقصان دُشمن کا ہونا چاہیے اِس پر بھی اتفاق ہے کہ نقصان دُشمن کا ہو اِس پر بھی اتفاق ہے کہ فائدہ اسلام کا ہو، اِس پر بھی اتفاق ہے کہ فائدہ مسلمان کا ہو لیکن جہتِ نظر کا فرق ہے۔ ایک ایک طرح سے سوچتا ہے دُوسرا دُوسرے طریقے سے سوچتا ہے اَب اِن قوتوں کو ٹکرانا چاہتے ہیں کہ یہ آپس میں ٹکرائیں جہتِ نظر نہیں سیاسی بنیاد پر اور جو خالصتاً دُشمنی پر اُتر آئے ہیں تو اُن کو فائدہ پہنچا ہے ہمارے اِختلاف سے، ایسی فضا پیدا کرنے کی کوشش کی جارہی ہے تو میرے خیال میں اِس میں ہمارا رہنما ظاہر ہے کہ قرآن اور حدیث سے بہتر رہنما ہمارا اور نہیں ہو سکتا۔

تمام ائمہ مجتہدین نے رہنمائی حاصل کی ہے قرآن و حدیث سے اور آراء میں اِختلاف ہے، اِس لیے محبت بھی ہے احترام بھی ہے اور کوئی نفرت و تعصب بھی نہیں ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ہمارے مدنظر تو عافیت

ہونی چاہیے۔ حضور علیہ السلام نے عافیت سے زیادہ اور کسی چیز کی دُعاء نہیں کی اور پھر اُمت کو بھی یہ حکم دیا ہے کہ اللہ سے عافیت مانگا کرو سَلُوا اللّٰہَ الْعَافِیَۃَ .... اور اپنے دُشمن کا سامنا کرنے کی تمنا نہ کیا کرو اِذَا لَقِیْتُمْ فَاثْبُتُوْا ہاں اگر مقدر ہو آمنا سامنا ہو جائے پھر بزدلی مت دکھاؤ ڈٹ جاؤ۔ اَب ہم آخری حصے پر پہلے عمل کرتے ہیں اور پہلے والے حصے کو سرے سے چھوڑ دیتے ہیں اور شاید ہمارے عام نوجونوں کا اَنداز یہ نہ ہو لیکن ایک ذمّہ داری قیادت کی بھی ہوتی ہے کہ وہ اِس حوالے سوچتی ہے کہ میں نے اُمت کو مشکل سے کیسے بچانا ہے، تکلیفوں اور مصیبتوں سے کیسے بچانا ہے، امتحان سے کیسے بچانا ہے؟ امتحان کو دعوت دینا اچھی بات نہیں ہے۔ ہم امتحان کے حوالہ سے معترض ہیں اللہ کے سامنے یا الٰہی العالمین ہم امتحانوں کے قابل نہیں لہٰذا اپنا عجز اللہ کے سامنے پیش کرنا چاہیے اور پھر اُس کی مدد مانگنی چاہیے اور اگر ہم تکبر میں آگئے کہ ہم بڑے طاقتور ہیں آکر دیکھ لیں تو اللہ کہے گا چلو کرو، پھر کیا کرو گے؟ ہم بڑی اکثریت میں ہیں پھر اکثریت کا بھی پتہ چل جائے گا اِذْ اَعْجَبَتْکُمْ کَثْرَتُکُمْ .

تو اگر ایسے اِمتحانات اِس قسم کے اِحساسات کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی جماعت پر آسکتے ہیں تو ہم اور آپ کون ہوتے ہیں کس کھاتے میں ہیں ہم اور آپ لوگ؟ غلطیاں لغزشیں اگر صحابہ کرامؓ سے ہوئی ہیں تو اللہ نے جھنجھوڑا ہے اُن کو تو ہم سے کیوں نہیں ہوں گی؟ لَقَدْ صَدَقَکُمُ اللّٰہُ وَعْدَہٗ اِذْ تَحُسُّوْنَھُمْ بِاِذْنِہٖ حَتّٰی اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَعَصَیْتُمْ مِّنْ بَعْدِ مَآ اَرٰکُمْ مَّاتُحِبُّوْنَ مِنْکُمْ مَنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا یہ صحابہ کرامؓ سے خطاب ہے تم سے بعد میں ہے مِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الدُّنْیَا وَمِنْکُمْ مَّنْ یُّرِیْدُ الْاٰخِرَۃِ ثُمَّ صَرَفَکُمْ عَنْھُمْ لِیَبْتَلِیَکُمْ وَلَقَدْ عَفَا عَنْکُمْ مخلص لوگ تھے اِحساس ہو گیا فورًا وَلَقَدْ عَفَا عَنْکُمْ وَاللّٰہُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ ٥ تو ہم کون ہوتے ہیں جو اپنا محاسبہ نہیں کریں گے، اُن پر تو اللہ کی مہربانی تھی کہ براہِ راست وحی اُن پر اُترتی تھی ہمارے لیے تو وحی بھی نہیں ہے اُسی وحی پر گزارا کر رہے ہیں اور وحی کا بدل ہے ہمارے پاس وہ ہے مشورہ وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ اَب مشورہ کون کرے؟

اَب آپ لوگ تو ہیں آزاد لوگ وَاِذَا جَآءَ ھُمْ اَمْرٌ مِّنَ الْاَمْنِ اَوِ الْخَوْفِ اَذَاعُوْا بِہٖ وَلَوْ رَدُّوْہُ اِلَی الرَّسُوْلِ وَاِلٰی اُولِی الْاَمْرِ مِنْھُمْ لَعَلِمَہُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَہٗ مِنْھُمْ ٹھیک ہے کہ نہیں؟ تو یہ جو امن اور خوف کی کوئی خبر ایک دفعہ آجائے بس پھر اُڑانا طالبعلموں کا کام ہے جدھر چاہیں وہ رُخ اُس

کا پھیر دیں گے، نہیں ایسے معاملات اگر قیادت کے پاس جائیں گے اور پھر وہ اُس کی تہہ تک پہنچ کر آپ کو بتائیں گے کہ اِس کی اصل علت یہ ہے اور ہمیں اِس رُخ پر جانا چاہیے تو وہ بہتر ہوگا تمہارے لیے، تم بتا سکتے ہو کیونکہ وہ حالات سے زیادہ واقف ہوتے ہیں جو کہ بیوروکیٹ کی صورتِ حال سے واقف ہوتے ہیں دُشمن کے داؤ سے زیادہ آگاہ ہوتے ہیں تو قرآنِ کریم کس طرح خوبصورتی کے ساتھ ہماری رہنمائی کرتا ہے اِس اَنداز کے ساتھ ہمیں جانا چاہیے۔

اور میں اپنے ساتھیوں سے ہمیشہ یہ عرض کرتا ہوں کہ دیکھو ہم مسلمان ہیں اللہ نے ہمیں ایمان عطا کیا ہے الحمدللہ۔ ہم اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہیں ہم مسلمان ہیں تو بھی ہم حق پر ہیں ہم سُنّی ہیں تو بھی ہم حق پر ہیں ہم حنفی ہیں تو بھی ہم اِس چیز پر مطمئن ہیں اور شرح صدر ہے ہمیں، ہم دیوبندی ہیں تب بھی ہمیں اطمینان ہے مکمل طور پر اور پھر ہم جمعیت علماء اسلام میں ہیں اِس سے بھی ہمیں مکمل طور پر اطمینان ہے۔ اَب ظاہر ہے کہ اِس میں یا تو کفر و ایمان کا اِمتیاز ہے تو اِس میں تو کوئی بحث ہی نہیں ہے کہ ایمان حق ہے اور کفر باطل کچھ چیزیں اجتہادی ہوتی ہیں کہ جس میں آپ اپنے آپ کو حق پر ضرور سمجھیں لیکن اپنے آپ میں حق کو منحصر نہ کریں اِتنا بڑا دعوٰی بھی نہ کریں کہ اگر اِس راستے پر کوئی ہے تو ٹھیک، نہیں تو پھر کافر ہے یہاں تک بھی نہیں جانا چاہیے ہر چیز میں اعتدال ہوا َکابر دیوبند نے یہ اعتدال ہی بنیادی طور پر اپنی نظروں میں رکھا ہوا ہے اِس پر خاص نظر ہے ہمارے اَکابر کی۔

اَب ظاہر ہے جب ہم ایک چیز پر دعوے دار ہیں کہ یہ حق ہے تو پھر ہمارے مدّنظر دو باتیں ہوں گی۔ ایک یہ کہ حق کی بقا کیسے ہو اور دُوسری یہ کہ باطل کی فنا کیسے ہو؟ باطل کی فنا بھی مقصود اور حق کی بقا بھی مقصود ہے لیکن دونوں چیزوں کے لیے قوت لازم ہے جب قوت نہیں ہے تو جاؤ پھر غار میں بیٹھ جاؤ اور اپنے ایمان کی حفاظت کرو۔ حق بھی معروف اور باطل بھی معروف لیکن قوت نہیں ہے تو پھر اپنے ایمان کی حفاظت کرو۔ اَب قوت جب لازم ہے تو پھر قوت کے پیمانے کو دیکھنا ہے کہ قوت ہے کتنی؟ اگر قوت اِتنی زیادہ ہے آپ کے پاس کہ آپ باطل کی فناء کے لیے اِستعمال کریں تو بالکل کرلیں اور اُس کو فنا کردیں کیونکہ باطل ہے ہی فنا ہونے کے لیے اور اگر اِتنی قوت نہیں ہے طاقت کا پیمانہ کم ہے تو پھر اُس کو حق کی بقا کے لیے اِستعمال کرو اور اگر طاقت کم ہے آپ اُس کو ڈالتے ہیں باطل کی فنا کے لیے تو پھر اُلٹا وہ حق کی فنا کا سبب بن سکتا ہے۔

آپ ترکی میں جائیں جب سے مصطفٰی کمال اَتاترک کا اِنقلاب آیا آج بھی ترکی میں دینی مدرسہ کے نام پر کوئی اِدارہ نہیں کھل سکتا اور نہ مذہب کے نام پر کوئی سیاسی جماعت بن سکتی ہے اور نہ اُس بنیاد پر آپ سیاست کر سکتے ہیں۔ پہلی مرتبہ آج ایک حکومت وہاں بنی ہے جس میں صدر اور وزیر اعظم دونوں مذہبی آدمی ہیں۔ پہلے ایک دفعہ جب یہ سرکاری تقریب میں جب جانے لگے تو اُن کی بیویوں کو اِس بنیاد پر اُس میں شرکت کی اجازت نہیں ملی کہ اُن کی بیویوں کے سر پر دوپٹہ تھا وہ کہتے تھے یہ ہمارے قانون کے خلاف ہے۔ اَب اُنہوں نے قانون پہلی مرتبہ بدلا ہے کہ اگر کوئی خاتون سر پر سکارف رکھنا چاہے تو اُس کو اجازت ہوگی یہ پہلا قانون ہے جو ستتر سال کے بعد بن سکا ہے اِس مشکل سے وہ لوگ گزر رہے ہیں بے چارے۔ یہاں حق ختم ہوگیا اور باطل کو کیا فنا کرنا ہے۔

افغانستان میں جب طالبان کی حکومت تھی سب کے سب مدرسے تھے کوئی ایک سکول اور مکتب بھی نہیں تھا۔ یہاں یہ حالت ہوگئی کہ سارے مکاتب اور سکول ہیں مدرسے کا نام نہیں ہے ختم ہوگئی دلچسپی، تو یہ جو ہمارے علماء ہیں صلحاء ہیں مدارس ہیں طلباء ہیں قرآن و حدیث کا سلسلہ ہے دعوت کا سلسلہ ہے سیاست کا سلسلہ ہے علماء کی کاوشیں ہیں جدو جہد ہے اِس سلسلے کو باقی رکھنا بھی تو مقصود ہے۔ تو اگر ایسی قوت نہیں کہ آپ باطل کو فنا کر سکیں تو پھر اُن قوتوں کو اُن سلسلوں کو باقی رکھنا ضروری ہے جو کم اَز کم حق کی دعوت تو پہنچائیں آواز تو پہنچائیں بات تو کریں اور اُلٹا ہم اپنے آپ کو برباد کرلیں ختم ہو جائیں پھر کیا ہوگا؟ اِن دونوں چیزوں کو ہمیں توازن کے ساتھ دیکھنا ہوتا ہے۔

اور پھر اللہ رب العالمین فرماتے ہیں وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ یہاں دو چیزیں ہیں ایک ہے "حصولِ قوت" اور ایک ہے "اِستعمالِ قوت"۔ دُشمن کے مقابلہ میں قوت تیار کرو، اب جب قوت کا لفظ آتا ہے تو ایک ہے لفظِ قُوَّتْ اور ایک ہے مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ اَب ہیں تو دونوں قوتیں لیکن پہلی قوت جو ہے جو معطوف علیہ ہے یہ نکرہ ہے اور نکرہ میں ظاہر ہے عموم ہوتا ہے خاص اُس کا مصداق متعین نہیں ہوتا لیکن جو معطوف ہے مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ اِس سے خاص قوت مراد ہو سکتی ہے جیسے جنگی ساز و سامان۔ اگر قوت نکرہ ہے اور خارج میں اُس کا مصداق اور فرد متعین نہیں ہے تو پھر آپ کوشش کریں اگر آپ کے بس میں یہ نہ ہو کہ آپ بندوق بنا سکو بندوق رَکھ سکو اور توپ رَکھ

سکو، ظاہر ہے ہم تو نہیں رَکھ سکتے ہمیں تو اپنے گھروں میں بغیر لائسنس کے ایسی چیزیں رکھنے کی اجازت نہیں ہوتی لیکن حالت یہ ہے کہ اگر ہمارے کسی کے ہاتھ میں کلاشنکوف آجائے یا دو چار کلاشنکوفیں آجائیں تو پھر وہ اُسی وقت پورے امریکہ کو فتح کرنے لگ جاتے ہیں، میرے پاس اِتنی طاقت ہے حالانکہ یہ طاقت نہیں ہوتی۔

بظاہر بغیر لائسنس کے آپ اپنے گھر میں ایسی چیزیں نہیں رَکھ سکتے تو یہ اَب آپ کے بس سے باہر ہے تو پھر آپ دُوسری قوت اِستعمال کریں مدارس کی قوت ہے علمی قوت ہے تبلیغی قوت ہے تدریسی قوت ہے تحریکی قوت ہے سیاسی قوت ہے پارلیمانی قوت ہے اَب وہ قوت جو آپ کے بس میں ہو جس کی قوت کو حاصل کرنے کے لیے ماحول آپ کے لیے آزاد ہو تو بڑھاتے چلے جاؤ بڑھاتے چلے جاؤ بڑھاتے چلے جاؤ۔ قاضی حسین احمد صاحب نے کہا تھا کہ استعفے دینے چاہئیں تو ہم نے کہا کہ مشکل سے تو یہ قوت حاصل کی ہے اَب قرآن کا تقاضا یہ ہے کہ اور بڑھاؤ اِس قوت کو اور آپ کہتے ہیں کہ پیچھے آجاؤ۔ تو ہم کیوں پیچھے آجائیں کس بات پر، جو مدت ہمارے لیے ہے پانچ سال کی اُسے پورا کرلیں اُس کے بعد دیکھیں گے، انشاء اللہ۔

تو ہر قوت جو آپ کو مہیا ہو اِس محاذ پر آپ حاصل کریں تو ایک ہوگئی ''عام قوت'' اور ایک ہوگئی ''خاص قوت'' عام قوت عوام کے حوالے اور خاص قوت خواص کے حوالے کردو، یہ حکمران ہیں مسلمانوں کے وہ بنائیں ایٹم بم، بنائیں کون روکتا ہے اُن کو، بڑی سے بڑی توپیں بنائیں بڑے سے بڑے ٹینک بنائیں بڑھاتے چلے جاؤ یہ چیزیں، یہ اُن کا کام ہوگیا اور ہمارے بس میں وہ چیز نہیں ہے تو جو قوت ہم کو مہیا ہے ہم وہ قوت حاصل کریں اُس کے لیے ہم جدوجہد کریں بلکہ قوت کا اصل پیمانہ دیکھنا چاہیے کہ ہم نے اِس قوت کو کس طرح اِستعمال کرنا ہے اَب استعمالِ قوت کی جب بات آئی تو اللہ بھی اختیار کی بات کرتا ہے کہ قوت بڑھاؤ قوت بڑھاؤ لیکن یہ نہیں فرمایا کہ تُقَاتِلُوْنَ بِہٖ عَدُوَّا اللّٰہِ وَعَدُوَّکُمْ بلکہ فرمایا تُرْھِبُوْنَ بِہٖ عَدُوَّا اللّٰہِ وَعَدُوَّکُمْ اِس طرح قوت حاصل کرو کہ اُن پر دَھاک رہے کہ بھائی یہ بھی کوئی خالی لوگ نہیں ہیں۔

جس طرح مشرف صاحب نے کہا کہ میں کیسے دینی مدرسوں کو ہاتھ ڈالوں پندرہ لاکھ نوجوان اُس میں پڑھتے ہیں، میں کیا کروں گا؟ اَب یہ چیز ہے کہ ایک قوت آپ کے ہاتھ میں آئی ہے اِس کو تو دُنیا تک محسوس کرتی ہے کہ اِن مدارس میں اتنے طلباء ہیں اِتنا بڑا اسلسلہ ہے ملک میں پھیلا ہوا اِس ساری قوت کو چیلنج کرنا یہ شاید ہمارے لیے آسان نہ ہوگا، یہ ہے تُرْھِبُوْنَ بِہٖ عَدُوَّا اللّٰہِ ۔

اب اگر سچ مچ لڑنا شروع کردو تو مدرسہ بھی ختم ہو جائے گا اور یہ سلسلہ بھی رُک جائے گا سارا اور پھر ہم سب مدرسوں میں پڑھنے پڑھانے والے لوگ ہیں ہمیں تمام اَساتذہ یہی سمجھاتے ہیں کہ ہم لوگ جدوجہد کے مکلّف ہیں صلاحیت کے مکلّف ہیں نتیجہ کے نہیں، اَنبیاء کرام علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام سب کے سب نتیجہ کے مکلّف نہیں دعوت لے کر آئے انسانیت کے سامنے اللہ کا پیغام دیا توحید پیش کی دعوت دی اللہ کی طرف، قبول نہیں ہوئی۔ ایسے پیغمبر بھی ہیں جن کو ایک اُمتی بھی نہیں ملا کسی کو صرف ایک اُمتی کسی صرف دو اُمتی کسی کو صرف تین اُمتی کسی کو چھوٹی سی جماعت۔ کیا اَب ہم اِس کا یہ معنٰی کریں کہ یہ اَنبیاء ناکام ہوگئے نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ ذَالِکَ اپنا کام ٹھیک ٹھاک کیا باقی نہیں مانے تو کیا کرسکتے ہیں۔ فَعُمِّیَتْ عَلَیْکُمْ اَنُلْزِمُکُمُوْھَا وَاَنْتُمْ لَھَا کَارِھُوْنَ نوح علیہ السلام نے کہا کہ تم اِس کا اِنکار کرو میں تمہیں اُس کے ساتھ زبردستی باندھتا رہوں یہ مجھ سے نہیں ہوسکتا، تم خود اَندھے ہوجاؤ تو میں کیا کروں گا، اِس بے نیازی کے ساتھ دعوت دی اُن کو، نہیں مانی اُن لوگوں نے اِنَّکَ لَاتَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے چچا کو ایمان نہیں دے سکے، کتنی خواہش تھی کتنی کوشش تھی اُن کی، کتنے قریب تھے اُن کے۔ لیکن اللہ نے ہدایت نہیں لکھی تھی تو نہیں ملی، کیا کرسکتے ہیں اِس پر۔

لہٰذا مساعی جو ہے یہ ہماری ذمہ داری ہے جتنی ہمارے اندر استطاعت ہو۔ جب ہمارے پاس طاقت نہ ہو اور ہم لڑتے ہیں تو اِس کا معنٰی یہ ہے کہ ہم طاقت سے زیادہ اپنے اُوپر امتحان ڈالتے ہیں تو جب طاقت سے زیادہ اپنے اُوپر امتحان ڈالو گے تو پھر اللہ امتحان میں ڈال دے گا تو پھر کیا کرو گے؟ تو اللہ تعالیٰ پھر بندے کی بات مانتے ہیں۔ یوسف علیہ السلام نے بھی کہہ دیا کہ اَلسِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْ اِلَیْہِ تو فَاسْتَجَابَ لَہٗ رَبُّہٗ بہرحال اگر ہم اپنی قوت سے زیادہ امتحان کی خواہش کرتے ہیں تو اللہ تو مان لے گا صحابہ کرامؓ پر اِمتحانات آئے، یا اللہ کیا ہوگیا ہمارے ساتھ، ہم محروم ہوگئے ہیں تو اَب مزا چکھ لیا تو اَب کیوں گلا کرتے ہو خیر وہ ٹھیک ہے کوئی بات نہیں۔ اَب جنت تو اُن کی یقینی ہے ہمارا ایمان ہے کہ صحابہ کرامؓ سب جنت میں ہیں۔ لیکن اَب یہ چیزیں جو ہیں اِس کو اپنے حدود میں ہمیں رکھنا چاہیے۔

ہمارے نوجوان جب تبلیغ کرتے ہیں جہاد کے لیے تو کہتے ہیں ''جنت کا مختصر راستہ'' پندرہ پندرہ سال کے بچوں کو بیس بیس سال کے بچوں کو لے جاتے ہیں اور والدین کی اجازت نہیں ہے اور کہتے ہیں جہاد

کے لیے والدین کی اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے کہا خدا کے بندو حضور ﷺ غزوات پر جارہے ہیں غزوہ کے لیے روانہ ہوتے وقت ایک نوجون آتا ہے کہ میں بھی آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں اور آپ فرماتے ہیں کہ ماں ہے تمہاری اُس نے کہا بالکل ہے تو آپ نے فرمایا کہ جاؤ ماں کی خدمت کرو یہ تمہارا جہاد ہے۔ اِن چیزوں کو بھی ہمیں دیکھنا چاہیے۔

حدیث میں آتا ہے جنابِ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے پوچھا اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ لوگوں میں بہتر آدمی کون ہے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا مَنْ طَالَ عُمْرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ جس کی عمر لمبی اور اَعمال صالح ہوں۔ پھر اُس صحابی نے سوال کیا اَیُّ النَّاسِ شَرٌّ لوگوں میں بُرا آدمی کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا مَنْ طَالَ عُمْرُہٗ وَسَآءَ عَمَلُہٗ عمر لمبی ہو اَعمال بُرے ہوں یہ بہت برا آدمی ہے۔

دو ساتھی تھے ایک اللہ کے راستے میں شہید ہو گیا دُوسرا ایک ہفتہ کے بعد اپنی طبعی وفات پا گیا، جنازہ ہوا، حضور مقبول ﷺ نے صحابہؓ سے پوچھا کہ آپ نے کیا دُعاء کی اِس کے لیے؟ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا ہم نے اُن کے لیے یہ دعاء کی کہ اللہ اُن کی مغفرت فرمائے اور اپنے ساتھی کے ساتھ جا کر برابر کر دے ان کو بھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیوں؟ اُس کے بعد اُن کی نمازیں اُس کے بعد اُن کے روزے اُس کے بعد اُن کے اعمالِ صالحہ یہ کدھر گئے؟ تو یہ آپ کیا تأثر دے رہے ہیں کہ اگر اللہ کے راستے میں چلا گیا تب تو اُس کا وزن بھاری ہے وہ جنت میں چلا گیا اور اگر وہ اپنی طبعی موت سے وفات پا گیا تو اُس کی جو نمازیں روزے ہیں کیا اُس کا کوئی وزن نہیں ہے؟ تو طویل عمر اعمالِ صالحہ کے ساتھ نصیب ہو جائے یہی انسان کے ترازو کو بڑا بھاری کر دیتا ہے، ثقل موازین کا سبب بنتا ہے تو ہمیں ایسا ماحول نہیں پیدا کرنا چاہیے کہ ایک جہد کو ہم ایسے بیان کریں کہ دُوسری جہد کی اہمیت ہی ختم ہو جائے ہر ایک کی اہمیت اپنی اپنی جگہ پر ہے۔

اللہ کے راستے میں نکلنا اللہ کے راستے میں جہاد کرنا اللہ کے راستے میں قربان ہونا، لیکن یہ خاص وقت میں ہے عام اوقات میں ایسا نہیں ہے، ایسا میدان لگ جائے کہ دُشمن آ گیا سر کے اُوپر اور آپ حق کی بقاء کے لیے نکل گئے میدان عمل میں اور تلوار اُٹھائی اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ یقیناً یہ ایک بہت بڑا مقام ہے اِس سے کون اِنکار کر سکتا ہے لیکن اگر آپ کو کوئی یہ کہے کہ نماز میں قیام رکوع اور سجود کے ساتھ اِس کا کتنا بڑا مقام ہے سب سے بڑا ثواب اِسی کا ہے لیکن بھائی آپ معذور ہیں بیٹھ کر نماز پڑھ لو بھائی آپ معذور ہیں لیٹ کر

نماز پڑھ لو مت کرو تکلیف خواہ مخواہ کھڑے ہونے کی نہیں کھڑے ہو سکتے ، کیا اِس کا یہ معنی ہے کہ ہم نے نماز کا اِنکار کر دیا؟ کمزوری کمزوری ہوتی ہے شریعت نے آپ کو ایک رعایت دی ہوئی ہے ۔کھڑے نہیں ہو سکتے تو بھی کھڑے ہونا ہے گر پڑو گے زخمی ہو جاؤ گے مر جاؤ گے، ایک آدمی روزہ نہیں رکھ سکتا بھائی مت رکھو تم روزہ سفر میں ہو مت رکھو روزہ، سخت گرمی ہے مت رکھو اِس میں اَب ۔کیا اِس کا یہ معنی ہے کہ روزہ کا اِنکار ہو گیا۔ ایک آدمی آپ سے کہتا ہے کہ اِن حالات میں جہاد کو اِس رنگ سے لڑو، جہاد وسیع معنی رکھتا ہے بندوق اُٹھا کے لڑنے سے شاید نقصان ہو اِسلام کا، شاید اِس طریقے سے لڑنے سے اسلام اور مسلمانوں کو نقصان ہو جائے اِس طرز سے لڑنے میں شاید کامیابی ہو۔اب اگر کوئی یہ آپ سے کہہ دے تو کیا اِس کا یہ مطلب ہے کہ وہ جہاد کا اِنکار کر رہا ہے اور پھر ہم شروع ہو جاتے ہیں کہ وہ مولوی صاحب جہاد کا اِنکار کر رہے ہیں اور جہاد کا اِنکار کفر ہے، کیسی باتیں کرتے ہو بے احتیاط قسم کی ۔جہاد کا اِنکار تو قادیانیوں نے کیا ہے وہ کافر ہو گئے ۔

اگر کوئی بزرگ کوئی عالم جو حالات سے واقف ہے اور آپ کو ایک رائے دے رہا ہے کہ یہ اَنداز شاید مشکل ہو اِس سے اُمت بھی مشکل میں پڑے اِسلام بھی مشکل میں پڑے، یہ جہد جو ہے یہ زیادہ مفید ہے اُس کی رائے پر غور کرو یہ جہدِ نظر کا فرق ہو سکتا ہے یہ جہاد کے قبول و اِنکار کا سوال نہیں ہوا کرتا۔فرق ہونا چاہیے تھوڑا سا اِس میں ۔تو اِس بات کو بھی سمجھنا ہے ہم نے کہ ہم اپنی قوت کے برابر کے مکلّف ہیں اِس کو بھی سمجھنا ہے کہ قوت کے معنی کیا ہیں؟ قوت کا پیمانہ کیا ہے؟ (جاری ہے)

قصیدۂ بہاریہ

اُمیدیں لاکھوں ہیں لیکن بڑی اُمید ہے یہ ◄ کہ ہو سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار
جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں ◄ مروں تو کھائیں مدینے کے مجھ کو مُور و مار
اُڑا کے بادِ مری مشتِ خاک کو پسِ مرگ ◄ کرے حضور کے روضے کے آس پاس نثار

﴿ اِقتباس قصیدۂ بہاریہ حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ ﴾

قسط : ۳

اللہ ہی خالق ہے اور وہی راہ دِکھانے والا ہے

حضرت مولانا طارق جمیل صاحب ۱۶ر فروری کو جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اِس موقع پر اَساتذہ کرام اور طلباء سے تفصیلی خطاب فرمایا جو قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔(اِدارہ)

نبی کیسے محنت کرتے ہیں؟ وہ بھی بتایا طریقہ اللہ تعالیٰ نے رَبِّ اِنِّیْ دَعَوْتُ قَوْمِیْ لَیْلًا وَّنَهَارًا اور ایک اور آیت اِنَّ لَکَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا . سَبْحًا کا کیا مطلب ہے؟ تیرنا۔ کیوں بھئی مکہ میں پانی تھا تو تیرنا کہاں تھا؟ اِنَّ لَکَ فِی النَّهَارِ سَبْحًا طَوِیْلًا آپ کے لیے خاص اِنَّ لَکَ تقدیم ہے لَکَ خبر پہلے آرہی ہے اور مَطَالِبُ بھی پہلے آرہا ہے بعد میں طاقت تاکید پیدا ہونے کے بعد کہا سَبْحًا طَوِیْلًا لمبا تیرنا، مکہ میں تو پینے کا پانی نہیں تھا تو آپ کہاں تیرتے تھے آپ نے تو تیرنا مدینے میں سیکھا جب چھوٹے تھے چھ سات سال کی عمر میں تو وادی عتیق گئے اَب بھی اُس کا نام وادی عتیق ہے جو مدینے کے جنوب کی طرف ہے۔ وہاں بارشوں کا پانی اکٹھا ہوجاتا تھا تو ایک جھیل سی بن جاتی تھی تو وہاں بچے نہاتے بھی تھے اُس سے زراعت بھی ہوتی تھی وہاں آپ نے تیرنا سیکھا مکہ میں تو پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں تھا تو آپ کے دِن کے کاموں کو آپ کی نماز کو، ذکر کو، دعوت کو، تبلیغ کو، گشتوں کو، اِن ساری چیزوں کو اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہیں سَبْحًا طَوِیْلًا .

تیرنے سے کیوں تشبیہ دی ہے جو آدمی چلنے والا ہوتا ہے وہ چاہے آہستہ چلے یا تیز چلے صرف تقدیم وتاخیر کا فرق پڑتا ہے چلتے چلتے کہیں بیٹھ کر چائے پینے لگ جائے اُس کے اختیار میں اُس کی لگام اُس کے اپنے ہاتھ میں ہے کہ کہیں بریک لگالی نماز پڑھ لی، کہیں بریک لگالی پیشاب کرلیا، کہیں بریک لگائی پانی پی لیا، کہیں بریک لگائی کھانا کھالیا، تو اپنے خراماخراما وہ چلتا بھی ہے رُکتا بھی ہے ٹھیرتا بھی ہے اور وہ دوڑاتا بھی ہے گاڑی

کو لیکن جب آدمی پانی میں اُتر جاتا ہے تو اُس کے سارے اختیار ختم ہو جاتے ہیں اَب نہ اپنی مرضی سے وہ ٹھہر سکتا ہے، نہ اپنی مرضی سے وہ رُک سکتا ہے، نہ اپنی مرضی سے وہ آرام کر سکتا ہے، نہ اپنی مرضی سے وہ اپنی ترتیب بنا سکتا، اُسے موجوں سے ٹکرانا ہے اور دُوسرے کنارے پہنچنے تک اُسے تسلسل کے ساتھ تگ ودو اور جہد کو لازم پکڑنا ہے ورنہ وہ ڈوب جائے گا بہہ جائے گا غرق ہو جائے گا طوفانی موجیں اُسے بہا کے لے جائیں گی لہٰذا اُس کے لیے ہر حال میں نقل وحرکت ہے ہاتھ پاؤں مارنا ہے یہاں تک کہ اُس کو دُوسرا کنارہ ملے اور وہاں جاکے اُس کے پاؤں جم جائیں تو تب جا کر وہ آرام کر سکتا ہے وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَأْتِيَكَ الْيَقِيْنُ وہ دُوسرا کنارہ ہے موت۔

تو نبی کیسے محنت کرتے ہیں وہ بھی اللہ تعالیٰ نے بتا دیا دونوں طرف وحی ہے دونوں طرف دعوت ہے اندازِ دعوت دونوں کا فنا ہو کر کرنا ہے ڈوب کر کرنا ہے، غرق ہو کر کرنا ہے، اپنے آپ کو سب کچھ جھونک کے اُس میں کرنا ہے دونوں طرف کے داعی اپنا سب کچھ لگا کے کرتے ہیں اور دونوں کی دعوت کا منتہٰی الگ الگ ہے اُولٰئِكَ يَدْعُوْنَ اِلَى النَّارِ شیاطین کی دعوت کہاں ہے جہنم کی طرف اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحَابِ السَّعِيْرِ شیطان کی دعوت ہے کہ یہ جہنم میں چلے جائیں اور نبیوں کے دعوت کا منتہٰی ہے وَاللّٰهُ يَدْعُوْا اِلَى الْجَنَّةِ وَالْمَغْفِرَةِ بِاِذْنِهٖ . اور شیطان دعوت دیتا ہے جہنم کی طرف ہلاکت کی طرف بربادی کی طرف۔ نظام دونوں کا ایک ہے فَطُوْبٰى فَطُوْبٰى لِمَنْ جَعَلَهُ اللّٰهُ مِفْتَاحًا لِلْخَيْرِ وَمِغْلَاقًا لِلشَّرِّ ٹھیک ہے وَوَيْلٌ لِعَبْدٍ جَعَلَهُ اللّٰهُ مِفْتَاحاً لِلشَّرِ وَ مِغْلَاقًا لِلْخَيْرِ وہاں مِغْلَاقٌ لِلْخَيْرِ یہاں مِغْلَاقٌ لِلشَّرِّ . یہ حدیث اور یہ چند آیات کو اگر آپ جوڑو تو آپ کے سامنے ایک تصویر آئے گی دونوں چیزوں کے وجود میں آنے کا راستہ ''دعوت'' ہی ہے پھر باقی چیزیں اُس کی تائید میں آجاتی ہیں طاقت بھی، حکومت بھی، ملک بھی، مال بھی۔ دوائی اُس وقت نفع دیتی ہے جب مریض زندہ بھی ہو۔ جب مریض ہی مر گیا ہو تو اَب دوائی کہاں فائدہ دے گی۔ اِنسان کا وجود تو ہو تب دوا نفع دے گی غذا نفع دے گی وجود ہی نہیں ہے تو غذا کیا معنی اور دوا کیا معنی؟ تو وجود ملتا ہے دَعوت سے باطل ہو یا حق ہو، اُس کو وجود دَعوت سے ملتا ہے پھر اُس میں طاقت پیدا ہوتی ہے باقی چیزوں سے اُس کے لیے تائید میں آتی ہیں قوت بھی، حکومت بھی، اسلحہ بھی، تلوار بھی، توپ بھی، تیر بھی، تفنگ بھی، مال بھی، علم بھی، یہ ساری چیزیں پھر اُس کی تائید میں اِستعمال

ہوتی ہیں۔

ایسے ہی باطل جو ہے وہ پہلے اپنی دعوت سے اپنے افراد تیار کرتا ہے پھر اُس کی طاقت ملک اور مال یہ چیزیں اُس کے لیے مفید اور کارآمد ہوتی ہیں لیکن اپنی اصل میں حق ہو یا باطل وہ کھڑا ہوتا ہے دعوت کے ذریعہ سے۔ یہ تھوڑا تھوڑا میں نے آپ کو قرآن سے نقشہ پیش کیا ہے۔

دونوں کی دعوت کا اُسلوب بھی مٹ کر فناء فی التبلیغ ہیں کفر والے بھی فناء فی التبلیغ ہوتے ہیں اور حق والے بھی فناء فی التبلیغ ہوتے ہیں پھر اُس کو وجود ملتا ہے پھر اُس وجود کی حفاظت کے لیے سارے نظام چلتے ہیں، باقی جتنے نظام ہیں وہ اُس کے حفاظتی نظام ہیں لیکن پھیلنے کے لیے دعوت ہی ہے اعلاء کلمۃ اللہ اور یہ پہلی اُمت ہے جس نے اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے تلوار اُٹھائی۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی تاریخ ہے کسی نبی نے یوشع علیہ السلام تک تلوار نہیں اٹھائی ہے اَوَّلُ مَنْ قَاتَلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ یُوْشع تورات سے پہلے اللہ کا غیبی عذاب آتا تھا اور کافر قومیں ہلاک ہوجاتی تھیں، تورات کے بعد اللہ تعالیٰ نے عمومی عذاب ہٹا کر اہلِ ایمان کو آگے کیا اور آدم اور موسیٰ علیہم السلام کے درمیان لمبا فاصلہ ہے اور ہمارے نبی اور موسیٰ علیہم السلام کے درمیان تھوڑا فاصلہ ہے موسیٰ علیہ السلام اور ہمارے نبی علیہ السلام کے درمیان دو ہزار سال ہیں اور موسیٰ علیہ السلام اور آدم علیہ السلام کے درمیان تقریباً سات ہزار سال کا فاصلہ بن جاتا ہے یہ تخمینہ ہے کوئی تحدید نہیں تقریباً اِتنا بن جاتا ہے۔

تو آدم علیہ السلام سے یوشع علیہ السلام تک کسی نبی نے تلوار نہیں اُٹھائی لیکن دعوت شیطان نے بھی دی اور اُنہوں نے بھی دی، شیطان کی بھی دعوت چلی انبیاء کی بھی دعوت چلی، سب سے پہلی ہستی جنہوں نے تلوار اُٹھائی وہ یوشع علیہ السلام تھے۔ یوشع علیہ السلام کا تلوار اُٹھانا اعلائے کلمۃ اللہ نہیں تھا، یوشع علیہ السلام کا تلوار اُٹھانا تھا یَاقَوْمِ ادْخُلِ الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَۃَ الَّتِیْ کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ وہ ملک کی آزادی کے لیے تھا اپنے خطہ کی آزادی کے لیے تھا اِس لیے اُن پر مالِ غنیمت حرام تھا مالِ غنیمت نہیں کھا سکتے تھے۔ اُن کا مالِ غنیمت اُن کے لیے جائز نہیں تھا اکٹھا کرو بھئی بھیڑ، بکریاں، جانور، سونا، چاندی، سکے اکٹھے ہوگئے اُوپر سے آگ آئی سب کو جلا کر ختم کردیا۔

پھر یوشع علیہ السلام کے بعد تلوار اُٹھائی ہے طالوت نے جالوت کے مقابلے میں اور داؤد علیہ السلام

ساتھ ہیں یہ تلوار بھی جو اُٹھائی گئی ہے یہ اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے نہیں ہے وَمَالَنَآ اَنْ لَّانُقَاتِلَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا مِنْ دِیَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا وہ سبب قتال بتارہے ہیں کہ ہم کیوں نہیں لڑیں گے ہمیں بیوی بچوں سے جدا کردیا گیا وطن سے جدا کردیا گیا ہم اپنا وطن بھی واپس لیں گے اور اپنے بیوی بچوں کو بھی واپس لیں گے ہم تلوار اُٹھائیں گے لہٰذا اُن پر بھی مالِ غنیمت حرام تھا۔

سب سے پہلے جس اُمت نے جس نبی نے تلوار کو اُٹھایا اعلائے کلمۃ اللہ وہ یہ اُمت اور یہ رسول ہیں قَاتِلُوْھُمْ حَتّٰی لَاتَکُوْنَ فِتْنَۃٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ لِلّٰہِ اِس اُمت کو یہ شرف حاصل ہے اِس لیے اِن کے لیے مالِ غنیمت حلال ہوا اور اِن کے لیے غیبی تائید کے وہ عجیب وغریب نظام چلے جو کسی اُمت کے ساتھ نہیں چلے اور اِنہوں نے وہ تاریخ لکھی جو کوئی اُمت نہیں لکھ سکی لیکن چیز کو وجود ملنے کا سبب ایک ہی ہے وہ دعوت الی اللّٰہ ہی ہے اور باطل کے وجود میں آنے بھی کا سبب ایک ہی ہے وہ دعوت الی الباطل ہے اِدھر بھی دعوت ہے اُدھر بھی دعوت ہے۔ یَقْدُمُ قَوْمَہٗ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ فَاَوْرَدَھُمُ النَّارَ وَبِئْسَ الْوِرْدُ الْمَوْرُوْدُ o وَاُتْبِعُوْا فِیْ ھٰذِہٖ لَعْنَۃً وَّ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ بِئْسَ الرِّفْدُ الْمَرْفُوْدُ o ایک شیطان کا داعی ہے فرعون جس نے کہا مَآ اُرِیْکُم اِلَّا مَآ اَرٰی وَمَآ اَھْدِیْکُمْ اِلَّا سَبِیْلَ الرَّشَادِ o میں ہی ہوں صحیح راستے پر اور میں ہی تمہیں سیدھا راستہ دکھاؤں گا آؤ میرے پیچھے۔ کہاں پہنچایا؟ جہنم میں۔

اور اَنبیاء کی دعوت اور انبیاء کے دعوت پر لبیک کہنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ نے کہا تِلْکَ الْجَنَّۃُ الَّتِیْ اُوْرِثْتُمُوْھَا بِمَاکُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ اُن کے لیے خوفناک جہنم ہے اِنَّھَا لَظٰیo نَزَّاعَۃً لِّلشَّوٰیo تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰیo وَجَمَعَ فَاَوْعٰیo اور تَفُوْرُo تَکَادُ تَمَیَّزُ مِنَ الْغَیْظِ اور اِنَّآاَعْتَدْنَا لِلْکَافِرِیْنَ سَلٰسِلَ وَاَغْلاَلاً وَّسَعِیْرًا اور کُلَّمَا خَبَتْ زِدْنَاھُمْ سَعِیْرًا اور کُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُھُمْ بَدَّلْنٰھُمْ جُلُوْدًا غَیْرَھَا لِیَذُوْقُ الْعَذَابَ اور فِیْ سَمُوْمٍ وَّحَمِیْمٍo وَّظِلٍّ مِّنْ یَّحْمُوْمٍo لَّابَارِدٍ وَّلَاکَرِیْمٍo اِنَّھُمْ کَانُوْا قَبْلَ ذٰلِکَ مُتْرَفِیْنَ o وَکَانُوا یُصِرُّوْنَ عَلَی الْحِنْثِ الْعَظِیْمِo وَکَانُوْا یَقُوْلُوْنَ اَئِذَا مِتْنَا وَکُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا أَئِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَo اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَo قُلْ اِنَّ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ o لَمَجْمُوْعُوْنَ اِلٰی مِیْقَاتِ یَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ o ثُمَّ اِنَّکُمْ اَیُّھَا الضَّآلُّوْنَ الْمُکَذِّبُوْنَo لَاٰکِلُوْنَ مِنْ شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍo فَمَالِئُوْنَ مِنْھَا الْبُطُوْنَ o فَشَارِبُوْنَ عَلَیْہِ مِنَ

الْحَمِيْمِ ۝ فَشَارِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ۝ هٰذَا نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ اور فَذُوْقُوْا فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا ۝ یہ آیت اہلِ جہنم کے لیے قرآن میں سب سے خوفناک آیت ہے اَشَدُّ اٰيَةٌ عَلٰى اَهْلِ النَّارِ جہنم والوں کے لیے سب سے خوفناک آیت ہے فَذُوْقُوْا چکھو، کیا ہوگا؟ فَلَنْ نَّزِيْدَكُمْ اِلَّا عَذَابًا یہ عذاب ہمیشہ بڑھے گا کبھی نہیں گھٹے گا۔

جہنم اور اُس کے نیچے حُطَمَۃٌ پھر لَظٰی پھر سَعِیْرٌ پھر سَقَرٌ پھر جَحِیْمٌ پھر هَاوِيَةٌ. یہ سات دَرَکات ہیں جنت میں دَرَجات ہیں اور جہنم میں دَرَکات ہیں۔ دَرَکات اُوپر سے نیچے آنا اور دَرَجات نیچے سے اُوپر جانا۔ تو سب سے اُوپر جہنم نافرمان مسلمانوں کے لیے جو توبہ کیے بغیر مرگئے کبیرہ گناہ کرتے موت آگئی۔ کبیرہ گناہ چوری، قتل، ڈاکہ، زنا، لواط، شراب، جوا، بغض، کینہ، حسد، تکبر، عنانیت یہ ساری چیزوں کے ساتھ موت آگئی، کوئی ایک لے کر موت آگئی۔ قانونِ الٰہی ہے کہ جائیں گے رحمتِ الٰہی جس کو چاہے معاف کردے يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ۔ جَهَنَّمْ کے طبقے : حُطَمَۃٌ عیسائی، اُس کے نیچے لَظٰی یہودی، اُس کے نیچے سَعِیْرٌ مجوسی، اُس کے نیچے سَقَرٌ صابی، اُس کے نیچے جَحِیْمٌ مشرکینِ عرب، ابوجہل بھی اُس میں ہے اور اُس کے نیچے هَاوِيَةٌ عبداللہ بن اُبی واصحابہٗ ۔ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰكَ مَاهِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝

یہ جو وَمَآ اَدْرٰكَ ہے اِس کو عرب اِستعمال نہیں کرتے تھے عرب صرف اَفْعِلْ بِهٖ وَاَفْعَلَهٗ اِستعمال کرتے تھے، مَااَحْسَنَهٗ اَحْسِنْ بِهٖ، مَااَشْمَلَهٗ اَشْمِلْ بِهٖ، مَااَفْقَرَهٗ اَفْقِرْبِهٖ، مَااَفْعَلَهٗ اَفْعِلْ بِهٖ. قرآن نے تیسرا صیغہ متعارف کرایا وَمَآ اَفْعَلَكَ، وَمَآ اَدْرٰكَ جہاں حیرت اِنتہا کو پہنچی اور جہاں اَگلا بالکل گم سُم ہوجائے سمجھ ہی نہ پائے تو وہاں یہ لفظ قرآن نے متعارف کروایا جس کو عرب نے تسلیم کیا ہاں وَمَآ اَدْرٰكَ مَاهِيَهْ ۝ وَمَآ اَدْرٰكَ مَاسَقَرُ ۝ وَمَآ اَدْرٰكَ مَاسِجِّيْنٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰكَ مَاعِلِّيُّوْنَ ۝ وَمَآ اَدْرٰكَ مَاالْقَارِعَةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰكَ مَاالْحَاقَّةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰكَ مَايَوْمُ الدِّيْنِ ۝ وَمَآ اَدْرٰكَ مَالَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝ یہ جو مَآ اَدْرٰكَ یہ اُمورِ آخرت پر اللہ تعالیٰ نے اِستعمال کیا ہے وَمَآ اَدْرٰكَ مَاالدُّنْيَا کہیں کہا ہے؟ وَمَآ اَدْرٰكَ مَاالذَّهَبُ وَمَآ اَدْرٰكَ مَاالْفِضَّةُ وَمَآ اَدْرٰكَ مَاالْحُكُوْمَةُ ، یہ حقیر چیزیں ہیں۔ اَلْحَاقَّةُ ۝ مَاالْحَاقَّةُ ۝ وَمَآ اَدْرٰكَ مَاالْحَاقَّةُ ۝ یہ لہجہ ہے قرآن کا اَلْقَارِعَةُ ۝

مَاالْقَارِعَةُ o وَمَآ اَدْرٰكَ مَاالْقَارِعَةُ o

یہ لکھی ہوئی کتاب نہیں ہے یہ زندہ کلام ہے جیسے میں آپ کے سامنے بول رہا ہوں کبھی میرا لہجہ اُوپر کبھی نیچے کبھی اُتار کبھی چڑھاؤ، تو یہی قرآن کے لہجے ہیں جب تم عربی سے مناسبت پیدا کروگے تو تمہیں لہجات کی بھی سمجھ آئے گی۔ بولنے والا کسی لہجے میں بات کرتا ہے تو بات کا مطلب بھی بدل دیتا ہے۔ میں آپ سے کہتا ہوں کیا بات ہے؟ کیا بات ہے؟ تو یہ سوال ہے کیا بات ہے؟ پھر میں کہتا ہوں کیا بات ہے آج تو لگڑ کھایا ہے کیا بات ہے! ابھی میں نے کیا کہا ہے یہ اظہارِ تعجب ہے، میں کہتا کیا بات ہے کیا بات ہے تو اَب کیا ہے اب لڑائی ہے تو ایک لفظ میں تین لہجے پیدا ہوگئے لہجوں نے مطلب بدل دِیے تو چونکہ ہم عجمی لوگ ہیں پھر ہمارا عربی ماحول بھی نہیں ہے پھر ہمارا شوق ذوق بھی نہیں ہے کہ ہم عربی کے ساتھ مناسبت پیدا کریں پٹھان دَغا دَغا کرتے رہتے ہیں پنجابی اَسّی تُسّی کرتے رہتے ہیں تو وہ ذوق ہی نہیں پیدا ہوتا کہ چلو اُردو ہی بول لیں اُردو بھی نہیں بولتے۔ جس علم کو پڑھو اُس علم کی زبان تو جانو ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا جب سے زید عمرو کی لڑائی شروع ہوئی ہے اُس وقت سے ہماری نحو مرگئی اِس سے آگے ہماری نحو چلتی ہی کوئی نہیں بیچارہ پتہ نہیں عمرو نے کیا قصور کیا تھا مار ہی کھاتا رہتا ہے۔

ایک منفلوطی ہیں بڑے اَدیب مصری جدید خطباء میں سے تو اُنہوں نے علماء کی منت کرتے ہوئے کہا کہ بھائی ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا کے بجائے کچھ اور اِن کو پڑھاؤ جس سے اِن کو نحو کے حقائق تک پہنچنے کا راستہ ملے۔ تو اُس پر اُنہوں نے ایک سچا واقعہ نقل کیا ہے مصر پر ترکوں کی حکومت رہی ہے تو ایک ترکی اَمیر آیا گورنر اُس کا نام تھا داؤد اُس کو عربی پڑھنے کا شوق ہوا تو اُس نے ایک عالم سے کہا مجھے نحو سکھاؤ تو اُس نے اُن کو فعل، فاعل، مفعول یہ کی مثال دی ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا تو وہ کہنے لگا کہ یہ کیا زید نے عمرو کو واقعی مارا ہے؟ کہا نہیں یہ مثال ہے۔ کہا بادشاہوں کو جھوٹی مثالیں دیتے ہو چلو اِس کو قید کردو، قید کرلیا۔ پھر دُوسرا عالم بلایا وہ بھی ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا اُس کو بھی قید کرلیا، اَٹھارہ علماء قید کرلیے جو اُنیسویں تھے اُن کی چھٹی حِس بیدار ہوئی اُنہوں نے کہا کہ بھئی چکر کیا ہے جو جاتا ہے قید ہوجاتا ہے مسئلہ کیا ہے؟ کہا کہ زید اور عمرو کا مسئلہ ہے کہا اچھا چلو ٹھیک ہے۔ اَب جو کتاب میں لکھا ہوا ہے اُنہوں نے وہی پڑھانا ہے ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًوا تو پھر وہ داؤد جو تھا اُس کی آنکھیں پھر گئیں کہا کیا زید نے عمرو کو مارا ہے؟ کہا ہاں جی مارا ہے، کہا کیوں؟ کہا کہ

یہ عمرو بڑا بدمعاش ہے، کہا اچھا کیا قصور ہے اِس کا؟ کہا حضور آپ کے نام میں دو واؤ آتی ہیں داوود، ہم ایک لکھتے ہیں دُوسری کے اُوپر اِشارہ کر دیتے ہیں۔ ایک قومہ اُوپر ہوتا ہے وہ نشانی ہوتی ہے اور عمر کے ساتھ ایک واؤ کا اضافہ ہوتا ہے تو وہ عمرو بن جاتا ہے عمر اور عمرو کا فرق واؤ سے ہوتا ہے۔ وہ کہنے لگا حضور آپ کے نام کی جو واؤ تھی اُس نے چرا کر اپنے نام کے ساتھ لگالی جس دن اِس نے یہ کام کیا تھا اُسی دن سے اِس کی پٹائی ہو رہی ہے وہ کہنے لگا اِس بدمعاش کو تو اور مارو اِس نے میرا نام ہی آدھا کر دیا ہے، وہ کہنے لگا کہ مجھے پہلے مولویوں نے کیوں نہیں بتایا؟ کہا اُن کو پتہ نہیں تھا، آپ اُن کو چھوڑ دیں آپ کی مہربانی ہوگی، اُن کی کتاب ہے عَوَرَات اُس میں یہ واقعہ لکھا ہوا ہے۔

تو مجھے یہ گلا ہی رہتا ہے طلباء سے کہ اِن کو عربی کا ذوق ہی کوئی نہیں، نعتیں بھی یاد کی ہیں تو اُردو میں اور اُن کو پڑھتے ہیں گانوں کی طرز پر۔ بھئی تمہیں نعت یاد کرنی ہے تو عربی میں یاد کرتے۔ ہزاروں دیوان بھرے پڑے ہیں، قصائد بھرے پڑے ہیں، ایک اُردو میں پڑھتے ہیں وہ بھی گانوں کی طرز پر اَب ہم بریلویوں سے کیا گلا کریں، تم بھی ایسے ہی پڑھتے ہو جیسے کوئی گانا گا رہا ہو۔ تو نعت تو ایک عمل محمود ہے اُس کا بیڑا ہی غرق کر دیا۔

وہ جنید کہنے لگا مولانا میری آواز مر جائے گی بس ختم میری تو اِتنی اچھی آواز تھی گانے سے چھڑوایا تو کیا کروں گا؟ تو میں نے کہا تم نعتیں پڑھو، تو اُس کی کیسٹوں کے نام میں نے اُس کو رَکھ کر دِیے۔ اُس نے کہا مجھے کوئی نام بتاؤ؟ میں نے کہا اِس کیسٹ کا نام رکھو ''جلوۂ جاناں'' یہ نام اُس کو میں نے تجویز کر کے دیا، تو چلو وہ تو اُردو میں کہتا ہے اور اُس کو تو علم نہیں ہے تم تو علماء کہلانے والے ہو ابھی طلباء کہلاتے ہو عربی سے مناسبت پیدا کرو۔ اشعار یاد کرو تو عربی کے کرو، چلو اُردو کے کرو لیکن اپنا ذوق اِتنا اِتنا اِتنا بناؤ کہ تمہیں خواب بھی عربی میں آئیں تم دَغا دَغا خواب میں بھی چھوڑ دو، تمہارا خواب بھی عربی میں ہو تو اِس کا فائدہ لوٹ کر تمہیں آئے گا۔ (جاری ہے)

آہ ! صوفی صاحب بھی اللہ کو پیارے ہو گئے

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

ابھی شیخ المشائخ حضرت سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ اور بہت سے دیگر علماء کی جدائی کا زخم تازہ تھا کہ ۲۸ ربیع الاوّل ۱۴۲۹ھ/ ۶ اپریل ۲۰۰۸ء بروز اتوار کو یادگارِ اَسلاف حکمتِ ولی اللّٰہی کے شارح، حضرت سندھیؒ کے علوم واَفکار کے امین، مفسرِ قرآن اور ترجمانُ الحدیث حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی بھی داغِ مفارقت دے گئے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون.

حضرت صوفی صاحبؒ کا شمار چوٹی کے علماء ومدرسین میں ہوتا تھا، آپ ۱۹۱۷ء میں مانسہرہ کے ایک دیہات نزد کڑ منگ بالا میں پیدا ہوئے، ابتدائی تعلیم بفہ میں حضرت مولانا غلام غوث ہزاروی رحمہ اللہ کے مدرسہ میں حاصل کی، والدین کا سایہ بچپن سے ہی سر سے اُٹھ گیا تھا جس کی وجہ سے تعلیم حاصل کرنے کے لیے وسائل ساتھ نہ دیتے تھے لیکن تحصیل علم کا شوق طبیعت میں موجزن تھا اِس لیے اپنے برادرِ بزرگ حضرت مولانا سرفراز صاحب صفدر کے ساتھ رختِ سفر باندھا اور تحصیلِ علم کے لیے مختلف مقامات کا سفر کیا، آخر میں آپ تکمیل کے لیے ۱۹۴۲ء میں ایشیا کی معروف دینی درس گاہ دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے، اُس وقت دارالعلوم میں بڑے بڑے اساطینِ علم وفضل اور کبار علماء ومشائخ علوم ومعرفت کا دریا بہا رہے تھے، آپ نے یہاں ایک سال رہ کر دورۂ حدیث شریف پڑھا، بخاری شریف کا اکثر حصہ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ سے اور کچھ حصہ شیخ الادب والفقہ حضرت مولانا اعزاز علی صاحب رحمہ اللہ سے پڑھا، مسلم شریف جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی رحمہ اللہ سے پڑھی، باقی کتب حدیث دیگر اساتذہ کرام سے پڑھیں۔

دارالعلوم سے فراغت کے بعد آپ نے دارالمبلغین لکھنؤ میں امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور فاروقیؒ سے تقابلِ ادیان کی تعلیم حاصل کی، بعد اَزاں آپ نے نظامیہ طبیہ کالج حیدر آباد دکن میں علم طب کا چار سالہ کورس مکمل کر کے اُس کے امتحانات میں امتیازی پوزیشن حاصل کی، علم طب کی تحصیل کے بعد کچھ

عرصہ حکمت و طبابت کا کام بھی کیا۔

۱۹۵۲ء میں آپ نے گوجرانوالہ میں مشہور دینی درس گاہ مدرسہ نصرۃ العلوم کی بنیاد رکھی آپ مدرسہ کے مہتمم اور آپ کے بڑے بھائی حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر شیخ الحدیث مقرر ہوئے، حضرت صوفی صاحبؒ نے اہتمام کے ساتھ تدریس کا شغل بھی اپنایا اور مختلف علوم و فنون کی بڑی بڑی کتابوں کا درس دیا۔

مدرسہ نصرۃ العلوم کی وسیع و عریض مسجد نور میں آپ نے تقریباً پچاس برس خطابت کے فرائض انجام دیے آپ کا معمول تھا کہ آپ نمازِ فجر کے بعد ہفتہ میں چار دِن قرآن کریم کا درس دیا کرتے تھے جس میں کثیر تعداد میں علماء و عوام شریک ہوتے تھے، درس کا یہ سلسلہ تقریباً اَڑتیس برس تک جاری رہا۔

حضرت صوفی صاحبؒ ایک بہترین مدرس اور حق گو خطیب ہونے کے ساتھ ساتھ تصنیف و تالیف کا بھی عمدہ ذوق رکھتے تھے، بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں آپ کی یادگار ہیں جن میں سے درج ذیل کتب نمایاں ہیں : (۱) تفسیر معالم العرفان فی دروس القرآن ، بیس جلد (۲) دروس الحدیث ،۴ جلد (۳) خطبات سواتی ، ۶ جلد (۴) شرح شمائل ترمذی، ۲ جلد (۵) شرح ابن ماجہ، ۱ جلد (۶) شرح جامع ترمذی (ابواب البیوع)، ۱ جلد (۷) مقالاتِ سواتی (۸) نمازِ مسنون کلاں (۹) تشریحات سواتی (۱۰) الاکابر۔

حضرت صوفی صاحبؒ کو چونکہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور اُن کے خانوادہ کے علوم و افکار سے طبعی مناسبت تھی اِس لیے آپ کی توجہ اُن کے علوم و افکار کی تشریح و توضیح کی طرف زیادہ رہی، یہی وجہ ہے کہ آپ نے حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کی معروف کتاب ''حجۃ اللہ البالغۃ'' تقریباً ۳۲ مرتبہ پڑھائی نیز حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور آپ کے صاحبزادگان کی بہت سی نایاب کتابوں کو ترجمہ و تصحیح کے ساتھ شائع کروایا۔

حضرت صوفی صاحبؒ کو شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سے والہانہ تعلق تھا آپؒ حضرتؒ کے شاگرد بھی تھے اور حضرتؒ ہی سے بیعت کا تعلق بھی تھا اسی کا اَثر تھا کہ آپ کی زندگی میں اتباعِ سنت اور اتباعِ شریعت کا رنگ جھلکتا تھا۔ آپ مسلمانوں کی سچی ہمدردی اور خیر خواہی کا جذبہ رکھتے تھے، مسلمانوں کی بدحالی پر تڑپتے اور کُڑھتے تھے اور موقع بہ موقع اُن کو بنیادی خرابیوں سے آگاہ فرماتے تھے حضرت صوفی صاحبؒ کے درس قرآن اور خطباتِ جمعہ سننے والے بہت سے افراد اِن اُمور کے شاہد ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم و عمل کے ساتھ ساتھ بہت سی خوبیوں سے نوازا تھا، سادگی تواضع و مسکنت

آپ کے اِمتیازی اَوصاف تھے جو آپ کے چہرہ اور لباس و پوشاک سے صاف جھلکتے تھے، اَکابر علمائے دیوبند سے تعلق اور اُن کی عقیدت و محبت آپ کے رَگ و پے میں بسی ہوئی تھی اُن کے عقائد و نظریات کو حق جانتے تھے اور اُن سے انحراف کو کبھی برداشت نہیں فرماتے تھے۔

راقم الحروف کو حضرت صوفی صاحبؒ سے نیاز حاصل تھا، اَکثر مدرسہ نصرۃ العلوم کے سالانہ امتحان میں حاضری ہوتی تو حضرت صوفی صاحبؒ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوتا، حضرت صوفی صاحبؒ دفتر کے باہر برآمدہ میں بچھی ہوئی چارپائی پر تشریف فرما ہوتے اور دیر تک گفت و شنید میں مشغول رہتے۔ چند سال پہلے حضرتؒ سے ملاقات ہوئی تو آپ نے جامعہ مدنیہ کے حالات کے بارے میں استفسار فرمایا، ناچیز نے تفصیل سے حالات بیان کیے تو اطمینان کا اظہار فرمایا، اِس موقع پر آپ نے احقر سے خاص طور پر یہ بھی دریافت فرمایا کہ آپ کا گھر اپنا ذاتی ہے؟ میں نے عرض کیا کہ حضرت فی الحال تو کوئی ذاتی جگہ نہیں ہے، فرمایا اِس زمانہ میں اپنا ذاتی گھر ہونا بہت ضروری ہے اِس کے بغیر آدمی اِطمینان سے کسی جگہ بیٹھ کر کام نہیں کر سکتا، پھر فرمایا ایک زمانہ تھا کہ علماء محنت و مزدوری کر کے کماتے تھے اور بغیر کسی معاوضہ کے تدریس کیا کرتے تھے وہ بہت اچھے تھے، ایسا ہی ہونا چاہیے۔ راقم الحروف نے دبے لفظوں میں عرض کیا حضرت آپ کی دُعا سے یہ ناچیز بھی اپنا کام کرتا ہے اور مدرسہ سے تنخواہ نہیں لیتا۔ اِس پر حضرت بہت خوش ہوئے اور فرمایا بہت اچھا کرتے ہو، کوشش کرو کہ گھر بھی اپنا ذاتی ہو جائے۔

حضرت صوفی صاحبؒ پیرانہ سالی اور ضعف و نقاہت کے ساتھ ساتھ طویل عرصہ سے صاحبِ فراش تھے اسی وجہ سے آپ نے مدرسے کا اہتمام اپنے بڑے صاحبزادے حاجی محمد فیاض صاحب کے سپرد کر دیا تھا تدریس کا سلسلہ بھی عرصہ سے منقطع تھا، آخری دنوں میں طبیعت زیادہ خراب ہوگئی علاج ہوتا رہا لیکن تدبیر پر تقدیر غالب آئی اور حضرت صوفی صاحبؒ زندگی کی نوے بانوے بہاریں گزار کر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے، اللہ تعالیٰ آپ کی بال بال مغفرت فرما کر اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطاء فرمائے اور آپ کے اَخلاف کو آپ کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائے، آمین بجاہ سید المرسلین خاتم النبین سیدنا و مولانا محمد و آلہ واَصحابہ اجمعین۔

مگر تنقید آقا پر گوارہ کر نہیں کر سکتا

﴿ جناب آثر جونپوری ﴾

شہ جن و بشر پر بشر ، گوارہ کر نہیں سکتا
کہ حملہ ذاتِ عالی پر گوارہ کر نہیں سکتا

گو اپنی ذات پر تو ہر ستم سہ جائے گا مسلم
مگر تنقید آقا پر گوارہ کر نہیں کر سکتا

چُھبے سرکار کے پیروں میں گر کانٹا بھی تو مومن
سلامت رکھے اپنا سر ، گوارہ کر نہیں سکتا

دِل نقادِ آقا کی شقاوت ، قابلِ ماتم
کہ ایسی بات تو پتھر ، گوارہ کر نہیں سکتا

رہے گو زیرِ خنجر سر میرا ، تسلیم ہے لیکن
عقیدت پر چلے نشتر ، گوارہ کر نہیں سکتا

نشانہ رطب و یابس کا بنائے شاہِ بطحا کو
وہی جو خود پہ خشک و تر ، گوارہ کر نہیں سکتا

خود اپنی موت کو روباہِ بُزدل نے پکارا ہے
کہ یہ للکار شیرِ نر ، گوارہ کر نہیں سکتا

میں اپنی جان لُٹا سکتا ہوں ناموسِ رِسالت پر
مگر گستاخی سرور ، گوارہ کر نہیں سکتا

امام الانبیاء کی شانِ اَقدس میں یہ بے باکی
صحافت اِس قدر خود سر ، گوارہ کر نہیں سکتا

آثر میں جسم خاکی کو تو کر سکتا ہوں زیرِ خاک
مگر گردِ رُخ ِانور ، گوارہ کر نہیں سکتا

ناموسِ رِسالت ﷺ کا تحفظ ایمان کا جزوِلاینفک !

﴿ جناب قاضی عمران احمد صاحب ﴾

اسلام کی مقبولیت روکنے کے لیے دُشمنانِ اسلام اَوچھے ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں۔ مغربی ویورپی ممالک کی جانب سے ہر کچھ عرصہ بعد اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ اور شعائرِ اسلام کے خلاف کوئی نہ کوئی توہین آمیز واقعہ پیش آتا ہے۔

اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت سے خوف زدہ یہود ونصاریٰ و ہنود مسلمانوں اور عالم اسلام کے جذبات مشتعل کرنے کے لیے پیغمبر اسلام ﷺ اور شعائرِ اِسلام پر رَکیک حملے کرتے رہتے ہیں اُن کا مقصد صرف اور صرف مسلمانوں اور اِسلام کو بدنام کرنا اور اُن کی ساکھ خراب کرنا ہے اُن کی جانب سے مسلمانوں کے خلاف اشتعال انگیزی اور اُن کے مذہبی جذبات کو برانگیختہ کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیا جاتا۔ یوں تو اِسلام اور کفر میں صدیوں سے کش مکش جاری ہے اور ہر دور میں یہود ونصاریٰ نے مسلم اُمہ کے خلاف مکروہ سازشوں کا سلسلہ جاری رکھا ہے اور اُن میں شدت نائن الیون کے واقعہ کے بعد پیدا ہوئی ہے۔ ایک طرف مسلمانوں پر یلغار کر کے اُن کے ممالک اور وسائل پر قبضہ کیا جارہا ہے اُن کا قتل عام کیا جارہا ہے تو دُوسری طرف اسلامی عقائد ونظریات واحکامات کے خلاف زہریلا اور منفی پروپیگنڈہ جاری ہے۔

رسول رحمت، نبی آخر الزماں، سرورِ کائنات، سرور دوعالم، محبوبِ رب، پیغمبر اسلام سیدنا محمد عربی ہاشمی ومطلبی ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کا معاملہ ستمبر 2005ء میں منظر عام پر آیا جب 30 ستمبر 2005ء کو ڈنمارک کے ایک کثیر الاشاعت اخبار ''جیلنڈز پوسٹن'' نے جو یہودیوں کی ملکیت ہے اور جس کی پیشانی پر ''اسٹار آف ڈیوڈ'' (یہودیوں کا مقدس نشان جو حضرت داؤد علیہ السلام سے منسوب ہے) محمد عربی ﷺ (فداک اُمی وابی) کے توہین آمیز 12 خاکے شائع کیے۔ اُن توہین آمیز خاکوں کی اشاعت سے چند ماہ قبل بچوں کی کہانیوں کے مصنف کرے بلوٹکن نے جیلنڈز پوسٹن کے ایڈیٹر سے ملاقات کی اور اُسے بتایا کہ اُس نے مسلمانوں کے پیغمبر محمد ﷺ پر ایک کتابچہ لکھا ہے جس میں وہ بعض خاکے شائع کرانا چاہتا ہے مگر کوئی مصور

خاکے بنانے کے لیے تیار نہیں ہے۔ اُس کا کہنا تھا کہ مسلمان اِس قسم کی گستاخی کے مرتکب کو قتل کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے ہیں۔ اُس نے ایڈیٹر کو کہا کہ وہ اِس کتابچہ کا مسودہ ساتھ لایا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ اُس کی اِشاعت کے لیے کوئی راہ نکالی جائے، جیلنڈز پوسٹن کے ایڈیٹر کے شیطانی دِماغ میں ایک مکروہ خیال نے جنم لیا اور اُس نے اپنے اخبار کے لیے کام کرنے والے تمام چالیس کارٹونسٹوں یا مصوروں کو اپنے دفتر میں بلایا اور اُنہیں وہ مسودہ پڑھ کر پیغمبر علیہ السلام کے اِہانت آمیز خاکے بنانے کے لیے کہا اُن چالیس مصوروں یا کارٹونسٹوں میں سے 28 مصوروں نے اِس طرح خاکے بنانے سے صاف اِنکار کر دیا جبکہ بقیہ 12 افراد نے اُن خاکوں کو بنانے کی حامی بھرلی اور اُنہوں نے کرے بلوٹکن کے شیطانی کتابچہ کے مسودے کے مطابق یہ توہین آمیز خاکے تیا کر دیے۔ یہ توہین آمیز خاکے بعد اَزاں جیلنڈز پوسٹن کے ملعون ایڈیٹر نے اپنے اخبار میں شائع کر دیے۔

10 جنوری 2006ء کو ناروے کے ایک جریدے مگیزنیت نے اُن توہین آمیز خاکوں کو اپنے جریدے میں شامل اشاعت کیا۔ اُس کے اگلے روز یعنی 4 جنوری 2006ء کو ایک نارویجن اَخبار واگ بلادت نے یہ خاکے اپنے انٹرنیٹ ایڈیشن میں شامل کر لیے اِس طرح یہ اشتعال انگیز گستاخی پوری دُنیا میں پھیل گئی۔ کچھ دِنوں کے بعد امریکی اخبار بھی اِس شیطانی کھیل میں شریک ہوگیا۔ کلگیری سے شائع ہونے والی اخبار ویسٹرن سٹینڈرڈ نے اپنی اشاعت خاص میں اِن 12 توہین آمیز خاکوں میں سے 8 خاکے شائع کر دیے بعد اَزاں چینی زبان میں شائع ہونے والے ایک ملائشین اخبار نے بھی اِس شیطانی کھیل میں شمولیت اختیار کر لی۔ ابھی اِن خاکوں کی اشاعت پر عالمِ اسلام میں شدید اشتعال اور غم و غصے کا اِظہار کیا جا رہا تھا اور عالمِ کفر کی اِس مکروہ و قبیح حرکت پر سراپا اِحتجاج تھا کہ فرانس جرمنی اور اٹلی کے اخبارات نے بھی اِن توہین آمیز خاکوں کو شائع کرنا شروع کر دیا۔ نبی آخر الزمان، آقائے نامدار سرورِ کائنات علیہ السلام کے یہ توہین آمیز خاکے جوڈنمارک سے پہلی مرتبہ شائع ہوئے تھے مسلسل چھ ماہ کے دوران 140 سے زائد اخبارات میں شائع ہوتے رہے۔

اپریل 2003ء میں نبی کریم علیہ السلام کے اِہانت آمیز خاکے شائع کرنے والے اخبار جیلنڈز پوسٹن کے ایک کارٹونسٹ کرسٹوفر زیلر نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کے مظہر چند خاکے بنا کر اِنہیں اشاعت کے لیے بھجوایا تو سنڈے میگزین کے ایڈیٹر جینز کیس نے اُن خاکوں کی اشاعت سے انکار کر دیا۔

ایڈیٹر کا مؤقف تھا کہ اِن خاکوں کی اشاعت ایک حلقہ کی دِل آزاری اور اشتعال کا سبب بنے گی لیکن نبی کریم ﷺ کی شانِ اقدس میں گستاخی کرتے وقت اِس مؤقف یا اُصول کو پس پشت ڈال دیا گیا۔ اِن توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کے بعد جب ڈنمارک کے وزیر اعظم آندرے فوغ راس مسن سے آزادانہ تحقیقات کرانے اور ذمہ داران کے خلاف قانونی اقدامات اُٹھانے کا مطالبہ کیا گیا تو اُنہوں نے اِس مطالبہ کو رد کرتے ہوئے کہا کہ یہ مسئلہ اقوام متحدہ کے ذریعے حل کیا جا سکتا ہے۔ میں ذاتی طور پر چاہتا ہوں کہ مسئلہ خود یورپ طے کرے کیونکہ یہ تنازعہ یورپ اور مسلم دُنیا کے درمیان ہی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ خاکوں کی اشاعت پر حکومت معافی نہیں مانگے گی کیونکہ اخبارات میں کیا چھپ رہا ہے اُس سے حکومت کا کوئی تعلق نہیں۔

ڈنمارک یورپی یونین کا رُکن ملک ہے جس نے بنیادی حقوق کے چارٹرڈ پر دستخط کر رکھے ہیں جس کی شق نمبر 10(1) میں آزادی اظہار کی مکمل اجازت دی گئی ہے مگر ساتھ ہی شق نمبر 10(2) میں یہ بھی واضح کیا گیا ہے کہ اس آزادی اظہار کو بعض شرائط کے ساتھ استعمال کیا جا سکتا ہے اور غیر ذمہ دارانہ طرزِ اظہار امن عامہ اور عالمی یکجہتی کے خلاف اظہار رائے پر سزا دی جا سکتی ہے۔ دی ایشین ایج دہلی کے ایڈیٹر ان چیف ایم جے اکبر کے ایک مضمون کے مطابق ڈنمارک کی تعزیرات کی دفعہ B-266 کے مطابق اگر کوئی شخص عملاً کوئی ایسا بیان جاری کرے یا اِس قسم کے معلومات فراہم کرے جو کسی مخصوص طبقے کی اہانت کا موجب بنتی ہو، دھمکی دی گئی ہو یا نسلی تعصب اُبھارا گیا ہو، کسی کے عقیدے پر حرف زنی کی گئی ہو تو اُسے دو سال تک قید کی سزا دی جا سکتی ہے۔ اِسی تعزیرات کی دفعہ 140 کے تحت اِس ملک میں مقیم کسی بھی مذہب کے پیروکاروں کی تضحیک جرم ہے۔ مجرم کو قید اور جرمانے کی سزائیں دی جا سکتی ہیں۔

ڈنمارک کے اِس قانون کی رُو سے وزیر اعظم اندرے فوغ راس مسن کا یہ دعویٰ بالکل غلط ثابت ہو گیا کہ اخبارات میں کیا چھپ رہا ہے اِس سے حکومت کا کوئی تعلق نہیں، یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ ڈنمارک کی حکومت اپنے اخبارات کا محاسبہ کرنے کے بجائے اُن کو تحفظ فراہم کر رہی ہے اور غیر مسلم ممالک کا طرزِ عمل بھی ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ اِسلام اور مسلمانوں کے خلاف اِنتہا پسندی کے الزامات بے بنیاد ہیں اِس میں کوئی شبہ نہیں ہے کہ مغرب مسلمانوں کی دِل آزاری کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا۔

اِن توہین آمیز خاکوں کو پہلی مرتبہ 30 ستمبر 2005ء میں ڈنمارک کے اخبار جیلنڈز پوسٹن نے

شائع کیا اُس کے بعد اِس مہم میں ایک ایک کر کے امریکا سمیت تمام یورپی ممالک کے اخبارات شامل ہوتے چلے گئے اور اِس دوران 140 سے زائد اخبارات میں اِن توہین آمیز خاکوں کی اشاعت ہوئی۔ ڈنمارک کے علاوہ جرمنی، رومانیہ، ناروے، سویڈن، سوئٹزرلینڈ، امریکا، آئس لینڈ، فرانس، ہنگری، نیدرلینڈ، اٹلی، پرتگال، اسپین، بیلجئم، ارجنٹائن، پولینڈ، آسٹریلیا۔ فجی، اسرائیل، وینزویلا، کروشیا، برازیل، الجیریا، کینیڈا، چیکوسلوا کیہ سمیت تین مسلم ممالک کے اخبارات میں اِن خاکوں کی اشاعت کی گئی۔ گزشتہ برس 18 اگست 2007ء کو سویڈن کے شہر اوربیرو کے اخبار نیرکس ایلی ہنڈا میں ایک مرتبہ پھر سویڈش آرٹسٹ لارس ولکس کے بنائے ہوئے توہین آمیز خاکوں کی اشاعت کر کے مسلم اُمّہ کے جذبات کو مشتعل کر کے اُن کی دِل آزاری کی گئی۔

ماہ فروری 2008ء میں ڈنمارک کے 17 سے زائد اَخبارات نے جیلنڈز پوسٹن کے شائع کردہ توہین آمیز خاکوں کی دوبارہ اشاعت کی۔ عالمِ کفر اسلام دشمنی کے ایک نقطے پر اپنے تمام تر اختلافات کے باوجود متحد ہے اور اُن کی جانب سے کوئی نہ کوئی ایسا ایشو سامنے آتا رہتا ہے کہ جس مسلمانوں میں اشتعال پھیلتا ہو اور وہ اِسلام کو نقصان پہنچانے اور مسلمانوں کو منتشر کرنے کے لیے نئے نئے فتنوں کو ہوا دیتے رہتے ہیں۔

ماضی قریب میں اِن توہین آمیز خاکون کی اشاعت سے قبل عورت کی اقتداء میں نماز کی ادائیگی کا فتنہ پیدا کرنے کی بھی کوشش کی گئی اور اِس ناپاک منصوبے کو یہود و نصارٰی کے سازشی منصوبہ سازوں نے اسلام کو اکیسویں صدی کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کی کوشش قرار دیا۔ عورت کی امامت کا فتنہ کھڑا کرنے کے لیے مشہور عالمِ دین سیرت نگار علامہ شبلی نعمانی کی مبینہ نواسی ''اسراء نعمانی'' اور ویسٹ ورجینیا یونیورسٹی کی خاتون پروفیسر ''ڈاکٹر مینہ وَدُود'' کا انتخاب کیا گیا اِس فتنہ کی خالق اسراء نعمانی ہے جو بھارتی نژاد امریکی صحافی ہے اور عورتوں کے حقوق کے لیے بہت زیادہ سرگرم ہے۔

ڈاکٹر مینہ وَدُود شمالی امریکا کے لبرل مسلم حلقوں میں غیر معروف نہیں ہے اور اُس نے قرآن اور خواتین کے موضوع پر دو کتابیں بھی تصنیف کی ہیں اُسے شمالی امریکا میں مسلم اَسکالر کا درجہ دیا جاتا ہے۔ اِسلام کے بارے میں اُس کا نقطہ نظر یہ ہے کہ بحیثیتِ مسلمان اللہ اُن کے دِل کے بہت قریب ہے اور وہ مکمل ایمانداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اِس بارے میں جھوٹ نہیں بولنا چاہتی کہ وہ قرآن کی کچھ آیتوں کے بارے میں کیا سوچتی ہیں۔ اسلام میں حدود اور عورتوں کے درمیان برابری کا معاملہ بہت اہم ہے لیکن بدقسمتی سے

مسلمانوں نے تاریخ کی بہت محدود تشریح کی ہے جس کی وجہ سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ ڈاکٹر مینہ وَدُود حدود کی سزاؤں کی مخالفت کرتی ہیں اور اِس بارے میں اُن کا کہنا ہے کہ ہاتھ کاٹنے کی سزا یا بیوی کو مارنے کی اجازت دینا صحیح نہیں ہے، اسلام ہی اِنہیں یہ سکھاتا ہے کہ ایسی روایات جو اِسلام کی ابتداء میں ایک خاص تاریخی اور ثقافتی پس منظر میں اُس کا حصہ بنائی گئی تھیں اَب تبدیل کر دینی چاہئیں۔ یہ قرآن ہے جو مجھے راستہ دکھاتا ہے کہ اِنکار کیسے کیا جائے؟

18 مارچ 2005ء کو نیو یارک میں مرد و خواتین کی مخلوط نمازِ جمعہ کی امامت کے پہلے اور خطبہ جمعہ کے بعد ڈاکٹر مینہ وَدُود نے خطبہ کی کتاب اپنے پاؤں پر رکھ دی اور پھر امامت کرائی، آذان دینے والی عرب لڑکی سہیلہ نے بھی دیگر مرد و خواتین کی طرح پینٹ شرٹ پہن رکھی تھی جبکہ اُس اجتماع کے منتظم اور اصل خالق اسراء نعمانی بھی دوپٹہ اَوڑھے بغیر پہن شرٹ میں ملبوس تھی۔ اِن خیالات اور عملی اقدامات سے ڈاکٹر مینہ وَدُود کی جو شخصیت سامنے آئی ہے وہ انتہائی لبرل سوچ رکھنے والی خاتون کی ہے جو مذہب اسلام کی اقدار کو تبدیل کر کے اسے اکیسویں صدی کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا چاہتی ہے۔

اِس منصوبے کی اصل خالق اسراء نعمانی کا تعلق پاک و ہند کے ایک مذہبی گھرانے سے ہے، علامہ شبلی نعمانی مسلمانوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں پاکستان اور ہندوستان میں اُن کے بیشمار معتقد موجود ہیں۔ اسراء نعمانی دراصل مولانا شبلی نعمانی کی نواسی ہیں۔ مولانا شبلی جیسے بڑے عالِم دین جن کی خدمات کا ایک زمانہ معترف ہو اُن کی نواسی اسلامی اقدار بدلنے کی کوشش کرتے ہوئے نماز جمعہ کی امامت کرائے اور یہ مطالبہ کرے کہ عورت کو مرکزی دروازے سے مسجد میں داخلے کی اجازت اور مردوں کے ساتھ پہلی صف میں بیٹھنے دیا جائے، اِس کے ساتھ ساتھ وہ یہ بھی بیان دے کہ گلے ملنے میں کوئی ممانعت نہیں جیسا کہ میرا بھائی مجھے ملتا ہے تو یہ تضاد بڑا عجیب لگتا ہے۔ اسراء نعمانی ممبئی کے ایک سکول ٹیچر محمد ظفر عالم نعمانی کے گھر میں پیدا ہوئیں چار سال کی عمر میں اُس کے والد اُسے لے کر امریکا آ گئے اور وہاں اِنہوں نے ورجینیا میں رہائش رکھی۔ ظفر عالم نعمانی نے رٹیگر زیونیورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لی اور ڈیوس کالج آف ایگری کلچر میں طویل عرصے تک پڑھاتے رہے۔ اسراء نعمانی کی ساری تربیت امریکا کے انتہائی اَلٹرا ماڈرن ماحول میں ہوئی تعلیم کی ساری منازل اُس نے یہیں طے کیں۔ اسراء کا خاندانی پس منظر کیونکہ مضبوط تھا اِس لیے اُسے تعلقات بنانے

میں کسی دُشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ صحافت کے میدان میں قدم رکھتے ہی اِسے معروف صحافیوں کے ساتھ بڑے اخبارات میں کام کرنے کا موقع ملا۔ واشنگٹن پوسٹ میں اُس نے اسلام میں خواتین کے کردار پر لکھنا شروع کیا، اِس کے علاوہ ٹائم میگزین سمیت بہت سے اخبارات و جرائد میں بھی اُس کے مضامین چھپتے تھے جن میں نیویارک ٹائمز جیسا بڑا امریکی اخبار شامل ہے۔ اسراء نعمانی نے اِسلامی اقدار میں تبدیلیوں اور خواتین کے حقوق کے لیے جدوجہد کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا۔ اسراء نے خواتین کے لیے اسلامی عدل کی دو تجاویز پیش کیں۔

1۔ مساجد میں حقوق نسواں کے لیے اِسلامی مسودہ قانون

2۔ اندرونِ خانہ حقوق نسواں کے لیے اسلامی مسودہ قانون

اسراء نے اسلامی اقدار میں تبدیلیوں کے لیے یہ کوششیں شروع کر دیں کہ مردوں کی طرح عورتوں کو بھی مساجد کے مرکزی دروازوں سے اندر داخل ہونے اور اُن کے ساتھ پہلی صف میں نماز پڑھنے کی اجازت دی جائے اور بہ وقت ضرورت امامت خاتون بھی کرا سکے۔ اسراء نعمانی کی اِن کوششوں پر امریکی مسلم حلقوں میں شدید ردِّعمل پیدا ہوا اور اُنہوں نے سخت احتجاج کیا۔

اسراء نعمانی کو اپنی اِن کوششوں کے لیے مضبوط پشت پناہی اور سر پرستی حاصل تھی اِس لیے اُس نے ویسٹ ورجینیا یونیورسٹی کی خاتون پروفیسر ڈاکٹر مینہ وُدود کو امامت کے ڈرامے کے لیے راضی کیا اور اُسے مکمل تحفظ کی یقین دہانی کراتے ہوئے امامت کی مظاہرے کی تاریخ کا اعلان کر دیا۔ بعض مسلم گروپوں کی جانب سے سخت احتجاج اور اعلان شدہ مقام کو بم سے اُڑانے کی دھمکی کے بعد عورت کے امامت کے اِس مظاہرے کو ملتوی کر دیا گیا۔ تمام امریکی مساجد کی انتظامیہ نے اِس مظاہرے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔ جس پر اسراء نعمانی نے نماز جمعہ ایک گرجا گھر (چرچ) میں رکھ لیا۔

18 مارچ 2004ء کو اسلامی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک خاتون نے نمازِ جمعہ کی امامت کی، نماز جمعہ میں شریک ہونے والی لڑکیوں نے جینز اور ٹی شرٹس پہن رکھی تھیں اور اکثر کے سروں پر دوپٹے بھی موجود نہیں تھے۔ اسراء نعمانی نے اُس اجتماع کے بعد کہا کہ وہ دیگر امریکی ریاستوں اور شہروں میں بھی ایسے اجتماعات منعقد کر کے عورتوں اور مردوں کی مخلوط نمازوں کا اہتمام کریں گی۔ 25 مارچ 2004ء کو اسراء نعمانی نے شکاگو میں نماز جمعہ کی امامت کی اور پھر اِسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا۔

یہ اور اِسی قسم کی دیگر سازشیں یہود و نصاریٰ کی جانب سے اِسلام اور مسلمانوں کے خلاف جاری ہیں اور وہ وحدت اِسلام کا شیرازہ بکھیرنے کی مکروہ مذموم سازشوں میں مصروف ہیں۔ بدقسمتی یہ ہے کہ اِنہیں مسلمانوں ہی میں سے اسراء نعمانی، ڈاکٹر مینہ وڈود، سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین جیسے بیمار ذہنیت کے حامل افراد میسر آتے رہتے ہیں جن کے ذریعے وہ اپنے مذموم عزائم اور مقاصد کو پورا کرنے کی کوششوں کو تسلسل کے ساتھ جاری رکھتے ہیں۔ بدقسمتی اِس سارے معاملے کی یہ ہے کہ مسلم اُمّہ کے بے حس حکمرانوں کی جانب سے اِس طرح کے مذموم واقعات پر زبانی کلامی احتجاج کے سوا کچھ نہیں ہوتا، یہی وجہ ہے کہ اُن کی جانب سے اِس طرح کے رکیک اور توہین آمیز واقعات میں ہر آنے والے دِن کے ساتھ اضافہ ہو رہا ہے۔

''او آئی سی (O.I.C)'' صرف بیٹھنے گفتگو کرنے اور منتشر ہو جانے کے سوا کچھ نہیں۔ عالم اسلام کا سب سے بڑا پلیٹ فارم ہونے کے باوجود اِس پلیٹ فارم سے مسلمانوں اور مسلم ممالک کے لیے کوئی بڑا قابلِ رشک فیصلہ نہیں کیا جا سکا، ایک مصلحت پسندی ہے جو ''او آئی سی'' کے ذمہ داران پر چھائی ہوئی ہے۔ اِس سے قبل مسلمانوں کے خلاف امریکی واتحادی ممالک نے حملے کیے، اُن ملکوں پر قبضہ کرلیا، اُن کے وسائل پر قابض ہو کر اُن کے شہروں کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا، او آئی سی زبانی احتجاج سے آگے نہیں بڑھ سکی، اسرائیل نے گزشتہ ساٹھ برسوں سے اَرض مقدس فلسطین اور قبلہ اوّل پر غاصبانہ و جابرانہ تسلط جما رکھا ہے، اسرائیل نے پڑوسی ممالک پر کئی مرتبہ حملے کیے اُس کی جانب سے مسلسل دھمکیاں ملتی رہتی ہیں، وہ عرب ممالک کے پانی اور دیگر وسائل پر قبضہ جمائے بیٹھا ہے، بوسنیا ہرزی گووینیا میں سربیائی درندوں نے لاکھوں مسلمانوں کو شہید کر ڈالا، عفت مآب بہنوں بیٹیوں اور ماؤں کی حرمت پامال کر دی گئی، او آئی سی کے لب سلے رہے، صومالیہ، الجزائر، سوڈان، شیشان، فلپائن، روہنگیا، برما، تھائی لینڈ اور بھارت میں مسلمانوں کو شہید کیا جاتا رہا، او آئی سی خاموش رہی، افغانستان اور عراق کو کھنڈرات میں تبدیل کر کے لاکھوں افراد کو منوں مٹی تلے سلا دیا گیا، او آئی سی مہر بہ لب رہی، اسلامی شعائر کا مذاق اُڑایا جاتا رہا، عورت کی اِمامت میں امریکا میں نماز کی ادائیگی ایک چرچ میں کرادی گئی، نبی آخر الزماں ﷺ کے توہین آمیز خاکے چھ ماہ کے دوران 140 اخبارات میں تسلسل کے ساتھ شائع ہوتے رہے، او آئی سی کے ہوٹوں پر لگے قفل نہ ٹوٹ سکے۔

او آئی سی بدقسمتی سے ایک غیر فعال اور سرد پلیٹ فارم ہے جہاں سے مسلم اُمّہ کے لیے کوئی ایسا فیصلہ

سامنے نہ آیا جس سے مسلم دُنیا میں اِنقلاب آجائے اور وہ بھی عالمِ کفر کے مقابلے میں ڈٹ سکے، اُسے للکار سکے، اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال سکے، اپنے تنازعات خود حل کر سکے، اپنی قسمت کا فیصلہ کرنے کے قابل ہو سکے، موجودہ حالات میں زبانی احتجاج نہیں عملی اقدامات کی ضرورت ہے، مسلم حکمرانوں کو امریکی و مغربی در کو چھوڑ کر حاکموں کے حاکم مالکِ کائنات خالقِ ارض وسماء کے در پر اپنا سر جھکانے کی ضرورت ہے، اللہ کے دین اور اُس کے مقدس تعلیمات کے تحفظ کے لیے اُٹھ کھڑے ہونے کی ضرورت ہے، ناموس رسالت ﷺ کا تحفظ ذمہ داری نہیں ہے ایمان کا لازمی حصہ ہے۔ اگر اَب بھی متحد نہیں ہوئے، عالمِ کفر کے آگے بندھ نہ باندھا، اُس کی بڑھتی ہوئی مذموم رکیک توہین آمیز گستاخیوں اور مکروہ سازشوں پر اُس کے خلاف سخت اقدامات نہ اُٹھائے، عالم کفر کی بڑھتی ہوئی ہوسِ ملک گیری کو نہ روکا، اُس کے راستے میں حائل نہ ہوئے تو دُنیا میں تو انجام خراب ہونا ہی ہے آخرت بھی برباد ہوجائے گی۔ محشر میں کیا منہ دکھائیں گے؟

اوآئی سی کو رسمی کارروائیوں اور بیانات کے بجائے اَب عملی اقدامات اُٹھانے کی ضرورت ہے، اسے فعال و متحرک کرنے کی ضروت ہے کہ عالمی کفر اپنی حدوں سے باہر نکلتا جارہا ہے اور مسلم حکمرانوں کی نااتفاقی، باہمی چپقلش، عیش کوشی، مفاد پرستی اور غفلت کا خمیازہ اُمتِ مسلمہ اور دینِ اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کی صورت میں برآمد ہورہا ہے، متحد ہوکر مسلمان حکمران سیسہ پلائی دیوار بن جائیں اور آگے بڑھ کر عالمِ کفر کے بڑھتے ہوئے ہاتھ پکڑلیں تو طاغوت بہت بزدل ہے، عالمِ اسلام کے سامنے ڈھیر ہوجائے گا، صرف عملی اقدامات کی ضرورت ہے۔ (بشکریہ ماہنامہ القلم، کراچی)

❁ ❁ ❁

بقیہ : اخبارالجامعہ

۲۲ر اپریل کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب جامعہ مدنیہ جدید کے مدرس مولانا اسحاق صاحب کی والدہ صاحبہ کی تعزیت کے لیے اُن کے گھر ٹاؤن شپ تشریف لے گئے۔ اسی روز حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مستورات کو حدیث شریف کا درس دینے کے لیے چوبرجی پارک تشریف لے گئے۔

❁ ❁ ❁

دینی مسائل

﴿ نومولود کو دُودھ پلانے کا بیان ﴾

✡ ✡ ✡

حرمتِ رضاعت کے چند مسائل :

1۔ رضاعی بہن بھائی کا آپس میں نکاح جائز نہیں۔

مسئلہ : ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے دونوں نے ایک ہی عورت کا دُودھ پیا ہے تو اُن میں نکاح نہیں ہوسکتا۔ خواہ ایک ہی زمانے میں پیا ہو یا ایک نے پہلے دُوسرے نے کئی برس بعد، دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

2۔ رضاعی باپ دادا سے اور اُن کی دُوسری بیوی کی اولاد سے نکاح جائز نہیں۔

مسئلہ : ایک لڑکی نے باقر کی بیوی کا دُودھ پیا تو اُس لڑکی کا نکاح نہ باقر سے ہوسکتا ہے اور نہ اُسکے باپ دادا کے ساتھ نہ باقر کی اولاد کے ساتھ بلکہ باقر کی جو اولاد دُوسری بیوی سے ہے اُس سے بھی درست نہیں۔

3۔ رضاعی باپ کی دُوسری طلاق یافتہ بیوی یا رضاعی بیٹے کی بیوی سے نکاح جائز نہیں۔

مسئلہ : عباس نے خدیجہ کا دُودھ پیا اور خدیجہ کے شوہر قادر کی ایک دُوسری بیوی زینب تھی جس کو طلاق مل چکی ہے تو اَب زینب بھی عباس سے نکاح نہیں کرسکتی کیونکہ عباس زینب کے میاں کی اولاد ہے اور میاں کی اَولاد سے نکاح دُرست نہیں۔ اِسی طرح اگر عباس اپنی بیوی کو چھوڑ دے تو وہ عورت قادر کے ساتھ نکاح نہیں کرسکتی کیونکہ وہ اُس کا سُسر ہوا۔

4۔ رضاعی پھوپھی سے نکاح جائز نہیں۔

مسئلہ : قادر کی بہن سے عباس کا نکاح نہیں ہوسکتا کیونکہ یہ دونوں پھوپھی بھتیجے ہوئے چاہے وہ قادر کی سگی بہن ہو یا دُودھ شریک بہن ہو۔ دونوں کا ایک حکم ہے البتہ عباس کی بہن سے قادر نکاح کرسکتا ہے۔

5۔ عباس کی ایک بہن ساجدہ ہے۔ ساجدہ نے ایک عورت کا دُودھ پیا لیکن عباس نے نہیں پیا تو

اِس دُودھ پلانے والی کا نکاح عباس سے ہوسکتا ہے۔

6۔ عباس کے لڑکے نے زاہدہ کا دُودھ پیا تو زاہدہ کا نکاح عباس سے ہوسکتا ہے۔

7۔ قادر اور ذاکر دونوں بھائی ہیں۔ اور ذاکر کی ایک دُودھ شریک بہن ہے تو قادر کے ساتھ اُس کا نکاح ہوسکتا ہے البتہ ذاکر کے ساتھ نہیں ہوسکتا۔

8۔ ایک بچی کو آبادی کی ایک عورت نے دُودھ پلایا لیکن اب یہ علم نہیں کہ کس نے پلایا تو اُس آبادی کا کوئی بھی مرد اِس لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے لیکن نہ کرنا افضل ہے۔

رضاعت کا ثبوت :

رضاعت دو میں سے ایک بات سے ثابت ہوتی ہے۔ یا تو اِقرار سے یا گواہی سے۔

نکاح سے پہلے کسی مرد کا کسی عورت سے رشتہ طے ہوا۔ پھر ایک عورت آئی اور اُس نے کہا میں نے تو اِن دونوں کو دُودھ پلایا ہے اور سوائے اُس عورت کے کوئی اور اِس دُودھ پینے کو بیان نہیں کرتا تو فقط اِس عورت کے کہنے سے دُودھ کا رشتہ ثابت نہیں ہوگا۔ اِن دونوں کا نکاح درست ہے۔ بلکہ دو معتبر اور دیندار مرد یا ایک دیندار مرد اور دو دیندار عورتیں دُودھ پینے کی گواہی دیں تب اُس رشتہ کا ثبوت ہوگا اور نکاح حرام ہوگا۔ ایسی گواہی کے بغیر ثبوت نہ ہوگا۔

لیکن اگر فقط ایک مرد یا ایک عورت کے کہنے سے یا دو تین عورتوں کے کہنے سے دِل گواہی دینے لگے کہ یہ سچ کہتی ہوگی اور ضرور ایسا ہی ہوا ہوگا تو ایسے وقت نکاح نہ کرنا چاہیے کہ خواہ مخواہ شک میں ہونے سے کیا فائدہ اور اگر اِس کے باوجود کسی نے نکاح کرلیا تب بھی نکاح ہوگیا۔

نکاح کے بعد :

ایک مرد نے ایک عورت سے نکاح کیا۔ پھر ایک عورت نے آکر کہا کہ میں نے تم دونوں کو دُودھ پلایا تھا۔ اگر شوہر اُس کے دعوے کی تصدیق کردے خواہ اُس کی بیوی تصدیق کرے یا نہ کرے تو نکاح فاسد ہو جائے گا اور اگر شوہر اُس کے دعوے کی تصدیق نہ کرے تو نکاح فاسد نہ ہوگا اور میاں بیوی کا اکٹھے رہنا صحیح ہوگا

البتہ اگر بتانے والی عورت دیندار ہو اور سچی معلوم ہوتی ہو تو نکاح ختم کرنا بہتر ہوگا۔

متفرق مسائل :

مسئلہ : عورت کا دُودھ کسی دوا میں ڈالنا جائز نہیں اور اگر ڈال دیا تو اب اُس کو کھانا اور لگانا جائز نہیں بلکہ حرام ہے۔ اِسی طرح دوا کے طور پر آنکھ میں یا کان میں دُودھ ڈالنا بھی جائز نہیں۔

عورتوں کے دُودھ کا بینک :

اِس بارے میں چند اُصولی باتیں پیشِ نظر رکھنا ضروری ہیں :

1۔ بلا ضرورت ایک عورت کا دُودھ کسی دُوسرے کے بچے کو پلانا صحیح نہیں۔

2۔ کوئی عورت اگر کسی دُوسرے کے بچے کو دُودھ پلائے تو اِس بات کو خوب یاد رکھے یا لکھ لے بلکہ اُس کو چاہیے کہ اور لوگوں کو بھی اِس سے آگاہ کر دے۔ اِس لیے جو دُودھ جمع کیا جائے اُس پر خوب احتیاط اور ذمہ داری کے ساتھ دُودھ والی عورت کا نام و پتہ چسپاں ہو تاکہ بچے کے لواحقین اِس سے آگاہی حاصل کر لیں۔

3۔ اِنسانی دُودھ کی بیع و شراء جائز نہیں۔

4۔ اِس کے لیے متبادل آسان طریقہ یہ ہے کہ جس بچے کو ضرورت ہو اُس کے لیے ایک اَنا اُجرت پر رکھ لی جائے۔ اُس سے ایک عورت کا روزگار بھی لگ جائے گا اور دُودھ حاصل کرنے میں بیع و شراء کا جو عنصر لامحالہ داخل ہوگا اُس کا سدِّ باب بھی ہو سکے گا۔

مسئلہ : فاسق و فاجر یا کافر عورت کا دُودھ کسی مسلمان بچے کو پلانا جائز ہے لیکن پسندیدہ نہیں کیونکہ اِس طرح عام طور سے بچے کے اَخلاق متاثر ہوتے ہیں۔ اِس لیے ایسی عورت کے دُودھ سے جہاں تک ہو سکے پرہیز کرنا چاہیے۔

قسط : ۱۷

یہودی خباثتیں

﴿ تحریر : فلسطینی مفکر عبداللہ التل ، ترجمہ و تلخیص : مولانا سیّد سلمان صاحب ندوی ﴾

2- ٹرومین کا دور :

روزوِلٹ کی موت کے بعد اُس کا نائب ٹرومین امریکا کا صدر منتخب ہوا وہ اصلاً یہودی تھا اگرچہ دعوی اپنی عیسائیت کا کرتا تھا، ٹرومین یہودیوں سے اپنے تعلق و محبت کا اظہار کرتا تھا، اُس نے متعدد بار بصراحت یہ کہا کہ اُس کی سب سے زیادہ پسندیدہ کتاب ''تلمود'' ہے۔ ٹرومین نے اپنے اِرد گرد بڑے بڑے یہودیوں اور اُن کے ایجنٹوں کو اکٹھا کرلیا تھا، حکومتی ادارے بھی اِن سے بھر رکھے تھے بلکہ روزوِلٹ سے زیادہ اِس کا برا حال تھا، ٹرومین کا حلقہ اِن لوگوں پر مشتمل تھا :

یہودی	سام برگر	مشیر خاص
یہودی	ڈیوڈ نابلز	مشیر خاص
آدھا یہودی	ڈین اتشی سن	مشیر اُمور خارجہ
یہودی	تھیوڈور سیلز	''ڈین اتشی سن'' کا برائے یورپ اسسٹنٹ
یہودی	برنارد باروخ	صدر ایٹمی کمیٹی
یہودی	بٹنوایزر	جرمنی میں اسسٹنٹ گورنر
یہودی	پول واربرگر	لندن میں اسسٹنٹ سفیر
یہودی	کرونِنگ	گورنر ''الاسکا''
یہودی	فلیخ مین	ڈائریکٹر جنگی ساز و سامان
یہودی	وائن برگ	اسسٹنٹ ڈائریکٹر دفاعی انتظامات
یہودی	ماکس لیو	سیکرٹری وزارت دفاع
یہودی	انّا روزنبرگ	سیکرٹری وزارت دفاع

یہودی	فینلٹر	سیکرٹری فضائی افواج
یہودی	جنرل مارک کلارک	کمانڈر امریکن افواج
یہودی	جنرل جینز برگ	ڈائریکٹر مخابرات عامہ (محکمہ جاسوسی)
یہودی	جنرل لیمان	خارجی جنگی امداد کے ڈائریکٹر
یہودی	جنرل کیرئس لیمی	فضائی کمانڈر کی اسٹریجٹی کے ذمہ دار
آدھا یہودی	ڈائٹ ایزن ہاور	مشترک افواج کا کمانڈر اِن چیف
یہودی جنرل	فیلڈ مین	کمانڈر انچیف اور جنگی انتظامات کا ڈائریکٹر
یہودی جنرل	فلپ برلمین	وکیل (حکومت کے مقدمات کے لیے)
یہودی جنرل	فلپ کیسر	نائب سیکرٹری (لیبر منسٹری)
یہودی	رابر	مغربی جرمنی میں گورنر کے مشیر سیاسی
یہودی	ولف سن	مددگار وزیر داخلہ
یہودی	اسپینگرن	مددگار خاص ٹرومین
یہودی	مورس کاسٹرو	گورنر جزیرۂ فرجین
یہودی	ولیم بالی	صدر کمیٹی خام مواد
یہودی	ہارس	اسٹنٹ اٹارنی جنرل
یہودی	لیون کیسرلنگ	صدر معاشی مشاورتی کونسل
یہودی	بنیامین کوہین	اقوام متحدہ میں سیکرٹری اُمور صحافت
یہودی	لیوباخوسکی	مددگار وزیر خارجہ (جس نے اقوام متحدہ کا میثاق تیار کیا)
یہودی	جولیوس کلین	مشیر یہودی کونسل برائے دفاعی اُمور

ٹرومین کے دور میں اگر اُن ملازمین کے اعداد و شمار پیش کیے جائیں جن کو اُس نے وزارتوں اور حکومتی

اداروں کی چابیاں سپرد کر رکھی تھیں تو اُس کے لیے ایک مضمون یا کتاب کی ایک فصل ناکافی ہے۔ہم ذیل میں ۱۹۵۰ء کے اعداد و شمار کی ایک فہرست دے رہے ہیں [1] جس سے حکومت کے مختلف محکموں، اداروں اور دیگر کمپنیوں، بورڈز اور آزاد تنظیموں میں یہودیوں کے تناسب کا اندازہ کیا جاسکتا ہے :

وکلاء	70%	یہودی	30%	امریکی اقوام
اطباء	69%	یہودی	31%	امریکی اقوام
تاجر	77%	یہودی	23%	امریکی اقوام
صنعت کار	43%	یہودی	57%	امریکی اقوام
حکومتی ملازمین	38%	یہودی	62%	امریکی اقوام
صنعتی مزدور	2%	یہودی	98%	امریکی اقوام
کاشتکار	0.1%	یہودی	99.9%	امریکی اقوام
عام مزدور اور بیکار	0.0%	یہودی	100%	امریکی اقوام

یہ اعداد و شمار اُس وقت کے ہیں جبکہ یہودیوں کا امریکا میں تناسب ۴% تھا، جہاں تک پٹرول اور اُس کی کمپنیوں کا تعلق ہے جو امریکا کے دولتمندوں کا سب سے بڑا سرمایہ ہے، جو عرب و اِسلامی ممالک کے پٹرول پر قابض ہوتا چلا جارہا ہے اور جس کی چار بڑی کمپنیاں عالمی طور پر فعال ہیں، اُن میں یہودیوں کے تناسب اور اُن کے منافع کا اندازہ ذیل کے نقشہ سے لگایئے :

کمپنی	یہودیوں کا تناسب	یہودیوں کے منافع کا تناسب
سٹینڈرڈ آئل نیوجرسی	30%	55%
سٹینڈرڈ آئل کالی فورنیا	37%	60%
سٹینڈرڈ ٹکساس	40%	63%
سوکونی موبیل آئل	55%	70%

---

[1] دیکھیے: ''امریکا مستعمرۃ صہیونیۃ''(امریکا صہیونی کالونی ہے) ازصلاح دسوقی، قاہرہ ۱۹۵۷ء

ٹرومین کے بعد آیزن ہاور کا دور آیا وہ بھی یہودی خاندان کا فرد تھا، صدارت کی کرسی تک پہنچنے سے پہلے اُس کے جذبات خالص یہودی، صہیونی، ماسونی تھے، وہ یہودی دہشت گرد تنظیم ''بنائی برت'' کا فعال ممبر تھا اور ''یہوہ کے گواہ'' نامی یہودی تنظیم کا دوست تھا، آیزن ہاور کا مشیر کار، جب وہ یورپ میں متحدہ افواج کا کمانڈر تھا۔ ''سڈنی ہیل مین'' یہودی تھا ایزن ہاور، ٹرومین کی طرح اپنے پورے دورِ حکومت میں یہودیوں کا خادم اور اُن کے مقاصد کی تکمیل کے لیے کوشاں رہا، اُسے بھی ٹرومین کی طرح یہودیوں کے ہاں ۳۳ کا گریڈ حاصل تھا۔

3 - جہاں تک امریکن سیاسی پارٹیوں پر یہودی اَثرات کا تعلق ہے، تو اُس کی کہانی بڑی طویل ہے، دونوں امریکن پارٹیاں، ڈیموکریٹک اور ری پبلکن ہمیشہ یہودی ڈالر کے زیرِ اَثر رہیں، یہودی دونوں پارٹیوں میں شامل رہے اور ڈالر کا کھیل کھیلتے رہے، لہٰذا دونوں میں سے جو بھی جیتے جیت اِنہی کی ہوتی ہے۔

سب سے زیادہ خطرناک بات یہ ہوئی کہ ہروز وِلٹ، ٹرومین، آیزن ہاور، کنیڈی اور جانس اِن سب کے دورِ حکومت میں یہودیوں کو اِس کا موقع دیا گیا کہ وہ امریکہ کی ایٹمی طاقت کے نگران کار رہیں، ٹرومین کے دور میں ایٹمی سرگرمیوں کی نگرانی کرنے والی ہائی کمیٹی مندرجہ ذیل یہودی افراد پر مشتمل تھی :

1	ڈیوڈ لیلنتھال	یہودی	DAVID LALLENTHAL
2	لیوس اسٹراس	یہودی	LWEIS STRAUSS
3	رابرٹ بیچر	یہودی	ROBERT BACHER
4	ولیام وماک	یہودی	WILLIAM WAYMACH
5	سمز پائک	یہودی	SUMNER PIKE

اِس کمیٹی پر مستزاد باروخ، فرانکفورٹ، مارگونٹو کے اَثر ونفوذ اور یہودی مالیاتی مرکز WALL STREET کے اثرات پر بھی اگر نگاہ رکھیں، جس کے دباؤ میں ہمیشہ وہائٹ ہاؤس رہا، تو آپ اُس تباہی اور دلدل کا اَندازہ لگا سکتے ہیں جس کے ذریعہ امریکا پورے اَندھے پن کے ساتھ صہیونیت اور عالمی یہودیت کے چکر میں پھنستا جا رہا ہے۔ (جاری ہے)

عالمی خبریں

امریکہ نے گوانتانا موجیل کے بدنام اِنچارج جنرل ہڈ کو پاکستان میں تعینات کردیا

اسلام آباد (نیوز ڈیسک) امریکی محکمہ دفاع کے ایک پریس ریلیز کے مطابق میجر جنرل جے ڈبلیو ہڈ کو پاکستان میں دفاعی نمائندگی آفس کا چیف مقرر کیا گیا ہے۔ جنرل ہڈ گوانتانا موبے جیل کے سابق کمانڈنگ جنرل ہیں اور امریکی نیشنل پبلک ریڈیو کے مطابق جنرل ہڈ کو گوانتانا موبے جیل میں تعیناتی کے دوران کئی ایسے سکینڈل اور تنازعات سامنے آئے جن کا تعلق قید اور تفتیش سے متعلق پالیسیوں سے تھا۔ قیدیوں سے بہیمانہ سلوک کے علاوہ قرآن پاک کی بے حرمتی کے واقعات بھی جنرل ہڈ کی تعیناتی کے دوران ہی منظرعام پر آئے۔ اِس حوالہ سے خود امریکی محکمہ نے 5 واقعات کی تصدیق کرتے ہوئے اُن کی تفصیلات بھی جاری کیں۔ واشنگٹن پوسٹ میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق محکمہ دفاع نے اعتراف کیا ہے کہ فوجیوں اور تفتیش کاروں نے قرآن پاک کو ٹھوکریں ماریں اُس پر پاؤں رکھ کے کھڑے ہوگئے اور اُس پر پیشاب کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا، بعد اَزاں اِن واقعات کی انکوائری کرنے کے بعد جنرل ہڈ نے قرار دیا کہ یہ تمام واقعات غیر اِرادی طور پر سرزد ہوئے۔ اِس طرح اِنکوائری کے ذریعے اِن انتہائی توہین آمیز واقعات جو جان بوجھ کر کیے گئے تھے، پردہ ڈالنے کی کوشش کی گئی۔ اب ایک ایسے متنازعہ شخص کو پاکستان میں تعینات کیا گیا تو سوال اُٹھتا ہے کہ ایسے نامعقول اقدام کے ذریعے پینٹاگون پاکستانیوں کو کیا پیغام دینا چاہتا ہے۔

میزبان حکومتوں کا ہمیشہ یہ استحقاق رہا ہے کہ وہ کسی متنازعہ سفارتی تقرری کو مسترد کرسکتی ہیں بہت سے ممالک اپنے اِس استحقاق کو اِستعمال کرتے ہوئے حکومتِ پاکستان کی جانب سے سفارتی نامزدگیوں کو مسترد کرچکی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ حکومتِ پاکستان نے اپنے عوام کے احساس کا خیال رکھے بغیر امریکی محکمہ ِدفاع کے تقرر کردہ ایک متنازعہ شخص کو سوچے سمجھے بغیر خاموشی سے کیوں قبول کرلیا۔ اِدھر امریکی سفارت خانے کے ترجمان کا کہنا ہے کہ میجر جنرل ہڈ کو پاکستان میں امریکی فوج نے تعینات کیا ہے اور اِس تقرری کی محکمہ دفاع کے اعلیٰ ترین حکام نے منظوری دی ہے اور میجر جنرل کی سطح کی اِس تقرری سے پاکستانی فوج کے ساتھ تعاون کے امریکی مقاصد کے تسلسل کی عکاسی ہوتی ہے۔ (روزنامہ نوائے وقت ۲۱/مارچ ۲۰۰۸ء)

جرمنی کے ماہرین نے ''کلوگرام'' کا اَز سرِ نو تعین کرنے کے منصوبے پر کام شروع کر دیا

برلن (اے ایف پی) جرمنی کے نیشنل میٹرولوجی انسٹیٹیوٹ کے ماہرین نے کہا ہے کہ وہ 10 سینٹی میٹر (چار اِنچ) قطر والے خالص سیلیکون کے کرے کے استعمال سے وزن کے موجودہ پیمانے (کلوگرام) کی بہتر معیاری پیمائش کے تعین کی کوشش کریں گے۔ واضح رہے کہ موجودہ ایک کلوگرام پیمانے کا تعین پلاٹینم کے بھرت والے سلنڈر کے وزن سے کیا گیا ہے جسے پیرس کے باہر ایک تہہ خانے میں زبردست حفاظتی انتظامات میں رکھا گیا ہے تاہم یہ سلنڈر آہستہ آہستہ اپنا وزن کھو رہا ہے، سائنسدان بھی اِس تذبذب کا شکار ہیں ۔ موجودہ پروجیکٹ کے انچارج ہیٹر بیکر نے اے ایف پی کو بتایا کہ نئے منصوبے کا مقصد کلوگرام کی معیاری پیمائش کا تعین سیلیکون کے ایٹموں کے وزن کے ذریعے کرنا ہے۔ ہم اُن ایٹموں کی گنتی کریں گے اور اُس سے اِن ایٹموں کا صحیح تعداد کا اَندازہ لگایا جائے گا۔ بیکر کے مطابق جرمنی کی ٹیم جاپانی ریسر چرز کے تعاون سے یہ کام کر رہی ہے۔ دونوں سلیکون کے ایک جیسے کرے اِستعمال کریں گے تاکہ صحیح نتائج تک پہنچا جا سکے۔ یہ منصوبہ 2009ء کے اختتام تک پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔ (روزنامہ نوائے وقت ۱۵/اپریل ۲۰۰۸ء)

امریکی پادریوں کے ہاتھوں بچوں کی جنسی اِستحصال کے سکینڈل پر شرمندہ ہوں: پوپ بینیڈکٹ

واشنگٹن (بی بی سی اُردو ڈاٹ کام) پاپائے رُوم بینیڈکٹ سولہویں نے سینئر امریکی پادریوں یا بشپس کی یہ کہہ کر تنقید کی ہے کہ پادریوں کے ہاتھوں بچوں کے جنسی اِستحصال کے معاملات سے نمٹنے میں کبھی کبھی اُن کا طریقہ کار بہت خراب رہا ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ پادریوں کے ہاتھوں بچوں کے جنسی اِستحصال کی ایک وجہ امریکی اقدار کا زوال بھی ہے اور اِس بحران پر وہ بہت شرمندہ ہیں۔ پاپائے رُوم نے اُمید ظاہر کی کہ آزمائش کی اِس گھڑی سے چرچ کو اِن برائیوں سے نجات حاصل کرنے میں مدد ملے گی۔ جنسی اِستحصال کے سکینڈل پر پاپائے رُوم نے اپنے خیالات کا اظہار ایک دُعائیہ تقریب میں کیا جس میں سینکڑوں کی تعداد میں امریکی بشپ شامل تھے۔ پوپ بینیڈکٹ نے کہا کہ وہ ایسے واقعات دوبارہ نہیں ہونے دیں گے اور بچوں کو جنسی زیادتی کا شکار بنانے والوں کو کسی بھی قیمت پر پادری نہیں بننے دیا جائے گا۔ اِسی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے امریکہ میں کیتھولک بشپس کی تنظیم کے سربراہ کارڈینل فرانسس جارج نے کہا تھا کہ اِس سکینڈل اور جس غلط انداز میں اِس سے نمٹا گیا، اِس سے کچھ لوگوں کے عقیدے اور چرچ دونوں کے لیے مشکلات پیدا ہوئی ہیں۔ (روزنامہ نوائے وقت ۱۸/اپریل ۲۰۰۸ء)

وفیات

انا للّٰہ و انا الیہ راجعون

مفسرِ قرآن، شارحِ حدیث حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی رحمۃ اللہ علیہ طویل علالت کے بعد ۶/اپریل کو گوجرانوالہ میں اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے، انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ۔ حضرتؒ کی ساری عمر قرآن وحدیث کی خدمت میں گزری، آپ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خصوصی شاگرد تھے اور اُن سے آپ کو بے پناہ عقیدت تھی ۔آپ کی وفات سے دینی حلقوں کو نا قابلِ تلافی نقصان پہنچا ہے اللہ تعالیٰ اِس پیدا ہونے والے خلاء کو پر فرمائے اور حضرت مولاناؒ کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے نیز اُن کے پسماندگان کو صبرِ جمیل اور اُن کے مشن کو آگے بڑھانے کی توفیق عطاء فرمائے ۔اہلِ ادارہ اُن کے غم میں برابر کے شریک ہیں اور تعزیت مسنونہ پیش کرتے ہیں ۔

حضرت علامہ سید اَنور شاہ صاحب کشمیریؒ کے صاحبزادے دارالعلوم دیوبند کے اُستاذ الحدیث اور مجلس احرارِ اِسلام ہند کے سرپرست حضرت مولانا سید اَنظر شاہ صاحبؒ طویل علالت کے بعد ۲۶/اپریل کو اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے ۔آپ کی وفات دینی و علمی حلقوں کے لیے ایک عظیم سانحہ ہے، اللہ تعالیٰ آپ کی جملہ مساعی کو قبول فرمائے اور مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے ۔

حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب کے خُسر صاحب بھی طویل علالت کے بعد وفات پا گئے ۔اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطاء فرمائے ۔

جناب ظہور احمد صاحب چغتائی کے ماموں گزشتہ دنوں وفات پا گئے ۔

جامعہ مدنیہ جدید کے مدرس مولانا حسین صاحب کے تایا بھی گزشتہ ماہ وفات پا گئے ۔

جامعہ مدنیہ جدید کے مدرس مولانا اسحاق صاحب کی والدہ صاحبہ بھی گزشتہ ماہ وفات پا گئیں ۔

مولانا حبیب الرحمٰن صاحب قریشی عارضہ جگر کے سبب لاہور میں وفات پا گئے ۔

مولانا قاری عبدالحمید صاحب خطیب مدینہ مسجد بادامی باغ ۲۲/اپریل کو وفات پا گئے ۔

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت ما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے ۔ جامعہ جدید اور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے ایصال ثواب کرایا گیا ۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے ۔آمین ۔

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۳۰ مارچ کو مولانا احمد اللہ صاحب زاہدان ایران سے تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب سے ملاقات کی اور مختلف اُمور پر گفتگو ہوئی۔

۴ ؍اپریل کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب سخاکوٹ کے سفر کے لیے روانہ ہوئے، واپسی پر پشاور اور لکی مروت سے ہوتے ہوئے ۱۹؍اپریل کو بخیریت واپس تشریف لائے۔

۱۳؍اپریل کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب اقراء مدینۃ الاطفال ٹرسٹ کی سالانہ تقریب میں شرکت کی اور حاضرین سے قرآن کی عظمت اور حفاظت کے موضوع پر بیان فرمایا۔

۱۳؍اپریل کو محترم ڈاکٹر نعیم الدین خان صاحب، سید فرید احمد صاحب اور حافظ مجاہد صاحب دیگر احباب کے ہمراہ بعد اَز نمازِ عصر جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے۔ جامعہ کی تعلیمی اور تعمیراتی ترقی کو دیکھ کر خوشی و مسرت کا اظہار کیا۔

۱۴؍اپریل کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا زاہد الراشدی صاحب کے خسر صاحب کی تعزیت کے لیے مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ تشریف لے گئے۔ جامعہ کے مدرس مولانا حسین احمد صاحب بھی آپ کے ہمراہ تھے، بعد ازاں وہاں سے سیالکوٹ تشریف لے گئے اور ۱۵؍اپریل کو بعد اَز نمازِ مغرب بخیریت واپس تشریف لائے۔

۱۶؍اپریل کو حضرت مہتمم صاحب فاضل جامعہ مولوی عقیل احمد صاحب میواتی کے والد صاحب کی تعزیت کے لیے اُن کے گاؤں سَیدُ پور ضلع قصور تشریف لے گئے۔

۲۱؍اپریل کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب صبح گیارہ بجے محمد عاطف صاحب کی شاہ عالم مارکیٹ میں دُکان کا افتتاح کرنے کے لیے تشریف لے گئے۔ اِسی روز جناب حافظ رشید احمد صاحب کراچی سے تشریف لائے اور حضرت مہتمم صاحب سے بعد اَز نمازِ عشاء اُن کی رہائش گاہ پر ملاقات کی۔ (باقی ص ۵۲)

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامد

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلب ِسڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 5330310 - 42 - 092 - 5330311 - 42 - 092

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 7726702 - 42 - 092 - 7703662 - 42 - 092

موبائل نمبر 4249301 - 0333

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)